والعصر ٥ ان الانسان لفی خسر ٥

جامعہ عثمانیہ کا ترجمان

العصر پشاور

مدیر مسؤل

مفتی غلام الرحمٰن

ستمبر - اکتوبر 2004ء رجب - شعبان ۱۴۲۵ھ

Scanned with CamScanner

آپ کی توجہ کیلئے !!

جامعہ عثمانیہ پشاور کے توسیعی منصوبہ میں حلقہ جلوزی علاقہ خٹک چراٹ روڈ نزد چپی میں پچپن کنال وسیع قطعہ اراضی پر دو ہزار طلباء کیلئے تدریسی، رہائشی اور دفتری عمارات کا مجوزہ نقشہ تیار ہو چکا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار نمازیوں کیلئے جامع مسجد ﴿عبداللہ ابن مسعود﴾ کے نام سے ایک وسیع اور خوبصورت مسجد بھی منصوبہ کا اہم حصہ ہے۔ سرسری جائزہ کے مطابق صرف مسجد پر (دو کروڑ) 2,00,00,000 روپے کی لاگت آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پاک نام لیکر اس منصوبہ پر کام شروع کیا گیا ہے

کیا معلوم ؟ کہ آپ جیسے درد دین رکھنے والے بے لوث خادم دین مسلمان کی حلال آمدنی میں سے کچھ حصہ اس کے لئے قبول ہو کر آخرت سنوارنے کا ذریعہ ثابت ہو۔ اس لئے آپ اس مقدس مشن میں اپنا حصہ نقد، سریا، سیمنٹ، باجری ریت یا عمارتی لکڑی کی شکل میں ڈال سکتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس اہم خدمت کیلئے قبول فرمائے۔ آمین

شعبہ نشر و اشاعت جامعہ عثمانیہ پشاور

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

ماہنامہ

العصر پشاور

زیر سرپرستی
حضرت مولانا حکیم لطف الرحمٰن صاحب زید مجدھم

مجلس ادارت

مدیر مسئول
مفتی غلام الرحمٰن

نائب مدیر
مولانا ذاکر حسن نعمانی

مجلس مشاورت

مولانا حسین احمد
مفتی نجم الرحمٰن

قانونی مشیر
نثار خان ایڈووکیٹ

ستمبر-اکتوبر 2004ء رجب-شعبان ۱۴۲۵ھ جلد ۱۰ شمارہ نمبر ۹-۱۰

فہرست مضامین

صدائے عصر	اداریہ	۲
محاسن القرآن	مفتی غلام الرحمٰن	۸
بقیہ صوبہ سرحد تعلیمی کمیشن	مفتی غلام الرحمٰن	۱۲
خواتین اور فکر معاش	مفتی ذاکر حسن نعمانی	۲۵
دارالافتاء	مفتی غلام الرحمٰن	۳۶
حسبہ ایکٹ اسلامی نظام احتساب کی روشنی میں	ڈاکٹر صلاح الدین ثانی	۳۹
اعلان	شعبہ تعلیمات جامعہ عثمانیہ	۵۵

پوسٹ بکس نمبر ۲۰۹ اپشاور صدر-صوبہ سرحد پاکستان فون ۲۷۳۵۶۱-۰۹۱

پبلشر و دفتر مفتی غلام الرحمٰن نے وحدت پرنٹنگ پریس خیبر بازار پشاور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ العصر جامعہ عثمانیہ، عثمانیہ کالونی نوتھیہ روڈ پشاور صدر سے شائع کیا

بدل اشتراک فی پرچہ 15 روپے / زر سالانہ اندرون ملک 125 روپے بیرون ملک 25 ڈالر کی قیمت

Scanned with CamScanner

مجاہد سے دہشت گرد

یا

تاریخ مسخ کرنے کی مذموم کوشش!

یہ الگ مسئلہ ہے کہ سویت یونین کے مقابلہ میں مسلمانوں کا نبرد آزما ہونا جذباتی رد عمل کا نتیجہ تھا یا دور اندیشی کے کچھ محرکات بھی اس میں شامل تھے۔ میرے خیال میں سویت یونین کی شکست و ریخت کے نتیجہ میں امریکہ کی موجودہ دہشت گردی اور ظلم و جبر کی کوئی ادنی جھلک اگر مسلمانوں کے سامنے ہوتی، تو شاید کوئی مسلمان روس کی شکست کو گوارا نہ کرتا۔ بلکہ مسلمان حالات کی نزاکت کا احساس کر کے کیمونزم کے زہریلے اثرات سے بچنے کے لئے دوسرے راستے تلاش کرتے۔ اگر موجودہ وقت میں کابل میں امریکیوں کے مظالم سے مادر پدر آزاد معاشرہ کا وجود قابل برداشت ہے تو امریکہ کی جگہ روس کی تہذیب وثقافت برداشت کرنے میں کون سی بڑی قباحت تھی؟ بہرحال جو کچھ ہونا تھا، وہ ہو گیا۔ ابھی گذشتہ واقعات پر آنسو بہانے کی بجائے مستقبل کی امید لیکر سفر جاری رکھنا دانشمندی کا تقاضا ہے۔ لیکن بایں ہمہ یہ ایک حقیقت ہے کہ امریکہ اسباب وسائل کے ہوتے ہوئے جو کچھ نہ کر سکا وہ جذبہ جہاد سے سرشار مجاہدوں نے بغیر وسائل کے کر کے دکھایا۔ جہاد افغانستان تاریخ کا وہ نہ بھولنے والا سبق ہے جس نے چودہ سو سال کی پرانی تاریخ زندہ کی۔ روس ٹوٹنے سے قبل عالمی تجزیہ نگاروں اور حالات پہ گہری نظر رکھنے والوں کی تحریروں اور بیانات کا جائزہ لیا

جائے تو تمام اس حقیقت پر متفق ہیں کہ روس کی شکست کا بنیادی سبب مسلمانوں کا جذبہ جہاد ہے۔ یہ جنگ اسباب وسائل کے زور پر نہیں بلکہ جہاد کے حسین جذبہ سے جیتی گئی ہے۔ ورنہ یہی اسباب عالمی جنگوں کے وقت میں بھی تھے۔ لیکن وہاں انسان کی تباہی کے سوا اور کچھ ہاتھ نہ آیا۔ اور نہ فتح وشکست کا فیصلہ کسی کے حق میں ہو سکا۔ افغان جنگ وہ واحد معرکہ ہے جس نے موقعہ پر فاتح اور شکست خوردہ فریق کو تعین کیا کہ مسلمان فاتح اور روس شکست خوردہ رہا۔ اور اگر اس حقیقت کا جائزہ لیا جائے کہ افغان جہاد کو امت مسلمہ نے کسی انفرادی ملکی تنازعہ کی بجائے نظریاتی حوالہ سے لیا۔ اور دنیا کے کونے کونے سے مسلمانوں کی مادی اور افرادی قوت نے یکجا ہو کر مقابلہ کیا۔ مسلمانوں نے صحابہؓ کے دور کی یاد تازہ کر کے ہر قسم کی قربانیاں دیں۔ یہ نظریہ کی عالمی جنگ تھی۔ جس میں ایک طرف امت مسلمہ اور دوسری طرف ملت کفریہ متحرک رہی۔ یہ الگ بات ہے کہ امریکہ نے عالمی حالات کے تناظر میں یا اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے روس کے مقابلہ میں مسلمانوں کی حمایت میں دلچسپی لی۔ ممکن ہے کہ بعض اسلامی ممالک نے امریکہ کی حمایت کو دیکھتے ہوئے اس جنگ میں حصہ لیا ہو۔ لیکن امریکہ کی حمایت کی وجہ سے ہاں میں ہاں ملانا صرف سرکاری حد تک محدود رہا۔ ورنہ جس ملک کے عوام نے جہاد میں حصہ لیا۔ وہ امریکہ کی وجہ سے نہیں بلکہ ایمان کے جذبہ سے سرشار ہو کر جانی اور مالی قربانی دی۔ اس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ مجاہدین خواہ عرب سے تھے یا دوسرے ممالک سے انہوں نے اس وقت بھی افغانیوں کا ساتھ دیا، جب سرکاری سطح پر حکومتوں نے تعاون سے پسپائی اختیار کی۔ امریکہ اور اس کے ہم خیال ممالک کی مخالفت کے باوجود مجاہدین نے قربانی میں کوئی کمی نہیں کی۔ بلکہ آخری دم تک لڑنے کو ترجیح دی۔ جان، مال اور اولاد کی قربانی دیکر ایک مثالی نمونہ پیش کیا۔ اور آئندہ دور میں آنے والی نسل کے لئے ایک تاریخ رقم کر کے چھوڑ دی۔

اس آشکارا حقیقت کے باوجود آج امریکہ اور اس کے ہمنوا ان تاریخی حقائق کو مسخ کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ میرے خیال میں نام نہاد مبینہ دہشت گردی سے ایک طرف اگر امریکہ کے دوسرے مقاصد ہو سکتے ہیں وہاں ایک مقصد یہ بھی ہے کہ تاریخ کو ایسا مسخ کر کے چھوڑ دے کہ آئندہ آنے والی نسلیں یا تو ان محیر العقول واقعات سے بے خبر رہیں۔ اور یا کم از کم افغان جہاد کو متنازعہ بنا کر

چھوڑ دے کیونکہ یہ کسی کو گوارا نہیں کہ وہ مسلمان قوم کو دنیا میں جہاد کے مقدس نام سے زندہ رہتے ہوئے دیکھے۔ بلکہ جہاد، ظلم وتشدد اور دنیا کے جابر وظالم قوت کے لئے موت کا پیغام ہے۔ ابھی تو یہ حالت ہے کہ مسلمان «جہاد» کا مقدس نام لینے سے بھی ڈرتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ امریکہ بہادر اس سے ناراض ہو جائے۔

«جہاد افغانستان» کو مسخ کرنے کی ابتداء اس وقت سے ہوئی جب میڈیا نے اس کو امریکہ اور روس کی باہمی جنگ بنانے کی کوشش کی۔ روس افغان قوم کی زمین اور ثقافت پر حملہ آور ہوا۔ اور افغانیوں نے مزاحمت کی۔ چونکہ روسی ثقافت مادر پدر آزاد معاشرہ کی داعی تھی۔ جو افغانیوں کے لئے قابل برداشت نہیں تھی۔ اس لئے مزاحمت کی ابتداء ہوئی۔ جس نے رفتہ رفتہ اسلامی امت کو سیاسی میدان میں متحد کیا اور پورے عالم اسلام نے اس کے خلاف پوزیشن سنبھال لیں۔ یہ انفرادی یا شخصی جنگ نہیں تھی بلکہ اسلامی ممالک نے اس کو خارجہ پالیسی کا حصہ بناتے ہوئے جدوجہد شروع کی۔ یوں یہ کفر اور اسلام کی جنگ کی صورت اختیار کر گئی۔ عالم اسلام کے علماء نے جہاد کا فتوی دیکر لوگوں کو دفاعی پوزیشن سنبھالنے کی وصیت کی۔ امریکہ کے کچھ اپنے مقاصد تھے اور وہ روس کو ہر میدان میں شکست دینے یا دلانے کا خواہشمند تھا۔ جسے لوگ «سرد جنگ» سے یاد کرتے تھے۔ امریکہ نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے روس کے مقابلہ میں افغانیوں کی حمایت کی۔ میڈیا اس کے کنٹرول میں تھا۔ اور عالمی اداروں پر روس کے دسترس سے کسی کو انکار نہیں اس لئے مسلمانوں کی حمایت میں اس نے جو کردار اپنایا، آگے جا کر اپنی سیاسی پالیسی کے لئے اس نے ممد ومعاون پایا۔ افغان جہاد کا داعی مسلمان تھا اور امریکہ اس کا حمایتی رہا۔ یہ نہیں کہ امریکہ کے کہنے پر لوگوں نے جنگ شروع کی۔ جس کو جہاد کے نام میں تبدیل کیا گیا۔ اس لئے جو لوگ اس کو امریکہ اور روس کی جنگ سے تعبیر کرتے ہیں جہاد کا سبق حذف کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ شاید امریکہ کو اس پر قناعت نہیں جس کے لئے وہ مسلمانوں کے دلوں میں جہاد سے نفرت دلانے کے لئے منظم محنت پر لگا ہوا ہے۔ وہ جہاد کو دہشت گردی قرار دینے کے لئے تمام وسائل وقف کر چکا ہے۔ بلکہ یہ امریکہ کا ایک سیاسی مسئلہ بنا ہوا ہے۔ جس سے حکومتوں کے نصب وعزل کے فیصلے ہوئے ہیں لوگوں کی حمایت حاصل کرنے کے لئے یہ نئے

آزمایا جارہا ہے۔

یہ تاریخ کا تلخ باب ہے۔ معلوم نہیں کہ آئندہ جا کر کوئی منصف مزاج شخص کس ضمیر سے اس کا مطالعہ کرے گا۔ کہ کل کا مجاہد آج کا دہشت گرد کیسے بنا؟ کل ظلم کے خلاف لڑنے والا آج خود ظالم کیوں ہے؟ جہاد افغانستان کی کامیابی کے بعد اس کا انتظار ہو رہا تھا کہ ابھی شہداء کو خراج عقیدت پیش کیا جائے گا۔ بیوہ اور یتیم بچوں کو وظائف ملیں گے۔ مجاہدین اور غازیوں کو جرات اور بہادری کے تمغے دیے جائیں گے۔ غنیمت شرعی طریقہ سے تقسیم ہوگی۔ محض اسلامی حکومت کے قیام کی خواہش لیکر دنیا کے کونے کونے سے لوگ صرف اس نیت اور ارادہ سے یہاں اکٹھے ہوئے کہ ایک اسلامی حکومت میں سانس لینے کی سعادت ملے گی۔ ان مجاہدوں نے افغان کی سرزمین سے وفاداری کا ثبوت پیش کر کے یہاں پر خود شادیاں کیں اور دوسروں کو رشتے دیئے۔ لیکن ہائے افسوس! یہ سب کچھ صرف خواب ثابت ہوا۔ ان تمام محنتوں پر ایسا پانی پھیر دیا گیا کہ آج افغانستان میں جہاد کا نام لینا جرم ہے۔ مجاہدین کی وہ تاریخ ایسی مسخ کی گئی کہ کوئی کتاب کسی مجاہد کے تذکرہ کو جگہ دینے کے لئے تیار نہیں۔ اور اگر بین السطور بھی تذکرہ ہو تو اس سے دہشت اور خوف ٹپکتا ہے۔ کچھ ایسی زہر آلود فضا بنا دی گئی کہ اندرون افغانستان یا باہر کی دنیا میں کسی کو مجاہدین کے تذکرہ میں اظہار عقیدت فتنہ وفساد کے داعی کی نشانی قرار دی گئی ہے۔

ممکن ہے کہ افغانستان کے وہ خاندان کچھ وقت تک شہداء کے تذکرہ سے دل کو مطمئن کراتے رہیں لیکن آگے جا کر نیا خاندان یقیناً ان قربانیوں سے بے خبر رہے گا۔ کسی کو یہ خبر نہیں ہوگی کہ ہمارے آباؤ اجداد نے اس ملک کو کفر کے اثرات سے محفوظ رکھنے کے لئے کیا قربانیاں دیں ہیں۔ اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ شہداء کی قربانیاں فراموش کرنے میں خود افغانیوں کا بھی بڑا کردار ہے۔ اگر روس کے نکلنے کے بعد جہادی قوتیں سنجیدگی کا مظاہرہ کرتیں۔ بیت اللہ کے سائے میں کئے ہوئے معاہدہ کا پاس رکھتیں تو یقیناً آج افغانستان کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔ سیاف، ربانی، مسعود اور گلبدین جیسے مفاد پرست لیڈروں نے جہاد کے بنیادی اہداف سے غداری کر کے ذاتی مفادات کو تحفظ دینے کی مذموم کوششیں کیں۔ تو اللہ تعالی نے دی ہوئی نعمتیں چھین لیں۔ اور ایسی سزائیں دیں کہ افغانستان کی

Scanned with CamScanner

تاریخ میں ان کے کسی اچھے تذکرہ کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ یہی وہ موقعہ تھا جسے امریکہ نے غنیمت سمجھ کر جہاد کے فلسفہ سے دنیا کو نفرت دلانے کی کوششیں شروع کیں۔ طالبان چھ سال تک افغانستان پر قابض رہے۔ انہوں نے جس امن وامان اور انصاف پسندی کا مظاہرہ کیا دشمن بھی اس کا معترف رہا۔ جہاد کے ثمرات اور نتائج سے افغانیوں کو مختصر وقت کے لئے متعارف کرایا۔ لیکن خود اسلام کے ٹھیکیدار لیڈروں کی ریشہ دوانیوں سے طالبان بے چارے محفوظ نہ رہ سکے۔ جس کے نتیجہ میں آج کچھ گوانٹانامو کے جیل میں انسانیت سوز مظالم کے شکار ہیں۔ اور کچھ پہاڑوں میں پناہ لینے پر مجبور ہیں۔

اگر دشمن نے اس پر اکتفا کیا ہوتا پھر بھی ظلم کیا انتہا ہوتی لیکن ابھی تو ظلم کی ایسی طویل داستان شروع ہے جس کی انتہا دور تک دکھائی نہیں دے رہی ہے۔ افغانستان اور پاکستان کے گھر گھر کی تلاشی لیکر جذبہ جہاد کی سزا دی جارہی ہے۔ جہاد کو دہشت گردی کا نام دیکر لوگون کو ڈرایا جارہا ہے۔ ملکی سالمیت کا لبادہ اوڑھ کر مجاہدین کو عالمی امن کے لئے خطرہ قرار دیکر پابند سلاسل کیا جارہا ہے۔ وہ لوگ جن کے ساتھ کل تک جہاد کی وجہ سے عقیدت اور محبت تھی آج ان سے نفرت کی جارہی ہے۔ میڈیا پر جہاد کے خلاف ایسا زہریلا پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے کہ کسی محلّہ کی مسجد میں اگر مولوی جہاد کے بارے میں تقریر کرے تو یہ تاثر دلایا جارہا ہے۔ کہ یہ مولوی صاحب ملکی سالمیت کے خلاف بول رہا ہے۔ حالانکہ ایک مسلمان قوم کے لئے جہاد سے پہلو تہی کرنا خود اپنے ملک اور قوم کو تباہی کے دھانے پر کھڑا کرنے کے مترادف ہے۔ غرضیکہ یہ تمام محنت اس لئے ہورہی ہے کہ افغانستان کی جیتی ہوئی جنگ سے جہاد کا صفحہ غائب کردیا جائے اور لوگوں کو یہ باور کرایا جائے کہ یہ جنگ امریکہ نے جیتی ہے جو بزعم خویش امن کا علمبردار ہے۔

مجھے تو دلی طور پر علی وجہ البصیرت اطمینان ہے کہ امریکہ کے موجودہ کردار کی وجہ سے امریکہ روبزوال ہے۔ آخرکار افغانستان اور عراق کے مظالم کا کوئی نتیجہ تو نکلنے والا ہے۔ خدا کرے کہ لاکھوں مسلمانوں کے قاتل کے عبرت ناک انجام کا مشاہدہ ہم کرسکیں۔ لیکن ہمیں یہ بھی ڈر ہے کہ عالمی سطح پر اسلامی قیادت کے فقدان کی وجہ سے کہیں ہم ایک ظالم کے چنگل سے آزاد ہوکر دوسرے ظالم کے چنگل میں نہ پھنس جائیں۔ وہ وقت پھر اس سے بھی بدتر ہوگا۔ کیونکہ وہ نئے مظالم کے تجربہ کے لئے

مسلمانوں کا انتخاب کرے گا۔ ہاں اگر سیاسی طور پر اسلامی امہ میں استحکام رہا تو پھر ممکن ہے کہ امریکہ کے متبادل سپر پاور کی توجہ مسلمان سے ہٹ کر یہود یا دوسرے کسی ظالم پر مرکوز رہے۔ اور مسلمانوں کو یکسوئی سے عالمی مسائل حل کرنے کا موقعہ مل سکے۔ لیکن مسلمان لیڈرون کے موجودہ کردار کے حوالہ سے ہم اس میں بھی مایوسی کا شکار ہیں۔ کیونکہ ہمارے لیڈر ملکی یا مذہبی مفادات کی بجائے منصب اقتدار کا تحفظ زیادہ ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ بڑی کامیابی کی بجائے معمولی عزت کو زیادہ باعث خیر سمجھتے ہیں اور اس معمولی سجاوٹ کو دوام دینے کے لئے سب کچھ داؤ پر لگانے میں دیر نہیں کرتے۔

دجل وفریب اور دھوکہ کی ترویج کے اس نازک موقعہ پر اطمینان کا سہارا صرف اور صرف اہل قلم خواتین وحضرات ہیں جو زور قلم سے دشمنان اسلام کی اس سازش کا مقابلہ کرکے جہاد افغانستان کو محفوظ کرنے میں اپنا کردار ادا کرسکتے ہیں۔۔ جس درجہ میں ہو، جہاد افغانستان کی تاریخ کی حفاظت کی جائے۔ افغان قوم مفاد پرستی کا شکار ہوکر کرزئی کی ہمنوائی کو اپنا معراج سمجھتی ہے۔ وہ بے چارے جہاد افغانستان کو کیا تحفظ دیں گے۔ طالبان اور دوسرے جہاد کے حامی لوگ غاروں میں پناہ لئے ہوئے ہیں۔ یہ ذمہ داری اہل قلم پر عائد ہوتی ہے کہ وہ کسی نہ کسی درجہ میں ان واقعات کو محفوظ کریں، تاکہ کل کسی کو تاریخ مسخ کرنے کا موقعہ نہ مل سکے۔

والعصر ان الانسان لفی خسر o

دو قطرے

مجاہد کے خون کا قطرہ اور تائب کی آنسو کا قطرہ جہنم کی آگ کو ٹھنڈا کرسکتے ہیں

(صلاح الدین ایوبیؒ)

Scanned with CamScanner

مفتی غلام الرحمٰن

یایھاالذین امنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی فمن عفی له من اخیه شی فاتباع بالمعروف واداء الیه باحسان ٥ ذلک تخفیف من ربکم ورحمة فمن اعتدی بعد ذلک فله عذاب الیم ٥ ولکم فی القصاص حیوة یاولی الالباب لعلکم تتقون ٥

ترجمہ۔اے ایمان والو! مقتولین کے بدلہ لینے میں تم کو برابری کا معاملہ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آزاد کے بدلہ آزاد، غلام کے بدلہ غلام اور عورت کے بدلہ عورت قتل کی جائے گی۔۔جس قاتل کے ساتھ اس کے بھائی کی طرف سے حسن سلوک کا مظاہرہ کیا گیا۔تو دستور شرعی کے مطابق خونبہا کا مطالبہ ہونا چاہئے۔اور عمدگی کے ساتھ خونبہا کی ادائیگی ہو۔یہ سب تمہارے رب کی طرف سے آسانی کا معاملہ ہے۔اس کے باوجود جو زیادتی کا مرتکب ہو۔اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔اے عقلمندو! قانون قصاص کے اجراء میں تمہاری زندگی کا تحفظ ہے۔چاہیے کہ تم اس کی خلاف ورزی سے جان بچاؤ۔

محاسن۔حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔یہاں سے سورت کا دوسرا حصہ شروع ہو رہا ہے۔۔جس میں جہاد اور انفاق فی سبیل اللہ کا مسئلہ بیان ہوگا۔کیونکہ پہلے حصہ کے مرکزی مضامین توحید و رسالت جیسے مسائل کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کے لئے جہاد کی ضرورت پڑے گی۔اس کے لئے انفاق فی سبیل اللہ کے جذبہ کی آبیاری ضروری امر ہے۔تاکہ جنگی ضروریات پوری کی جائیں لیکن جہاد کے لئے لوگ تب تیار ہوں گے جب معاشرتی حوالہ سے

مسلمانوں میں امن وآشتی اور عدل وانصاف کا بول بالا ہو۔کیونکہ جس معاشرہ میں ظلم وزیادتی اور درندگی کی فضا گرم ہو ان سے جہاد کی توقع نہیں رکھی جاسکتی۔اس لئے اس حصہ میں تیسرا مضمون ﴿امور انتظامیہ﴾ کا ہے۔پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انتظامی امور میں درستگی تب پیدا ہوگی جب معاشرہ کے افراد کی اصلاح ہو تو امور انتظامیہ میں استحکام پیدا کرنے کے لئے چھوٹے درجہ میں ﴿امور مصلحہ﴾ کا تذکرہ بھی ہوگا جو روزہ، نماز اور حج ہیں۔جہاد اور انفاق کا تذکرہ مختلف انداز میں چھ مرتبہ آئے گا۔جبکہ امور انتظامیہ کے سلسلہ میں تین باتوں پر خاص توجہ دی جائے گی۔

(۱) افرادی قوت کا تحفظ ہو۔کسی مسلمان کا خون ناحق نہ بہایا جائے۔جہاں کہیں اس میں کمزوری کا مشاہدہ ہو تو اس کا تدارک ضروری ہے۔۔جس کے لئے قصاص ودیت کے قانون کا اجراء لازمی امر ہے۔(۲) ناجائز طریقہ سے ایک دوسرے کے حقوق ہڑپ کرنے سے اجتناب کیا جائے۔جھوٹے دعاوی کا سہارا لیکر کسی کے مال یا جائیداد پر قبضہ کرنا سنگین جرم ہے۔(۳) عائلی زندگی میں ہر ایک کو حق دینے کا اہتمام ہونا چاہئے۔تاکہ گھریلو زندگی میں سکون واطمینان حاصل ہو۔ہاں اگر کہیں طلاق کی ضرورت پڑے تو اس میں جذبات سے مجبور ہو کر انتقامی رویہ اپنانے کی بجائے سنجیدگی اور متانت کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

حضرت شیخ کی اس رائے کے مطابق درمیان میں تخویف، بشارت، زجر اور شکوہ جات کا تذکرہ بھی ہوگا۔چونکہ آپ کی نظر سورت کے مجموعی مضامین پر ہوا کرتی تھی۔اس لئے آیات کے باہمی ربط بیان کرنے کی بجائے مضامین کے باہمی تعلق بیان کرنے کا زیادہ اہتمام فرماتے۔

تعزیرات اسلامی کا اہم دفعہ:

ان امور انتظامیہ کا اس سورت میں پہلی بار تذکرہ ہے۔جو درحقیقت تحفظ جان کے لئے تعزیرات اسلامی کا بنیادی دفعہ ہے۔۔جس سے کرہ ارض پر افرادی قوت کا تحفظ مقصود ہے اور انسانی خون کو رائیگاں جانے سے بچانا مقصود ہے۔نزول اسلام کے وقت عرب میں طبقاتی نظام کے اثرات نمایاں تھے۔یہود کے مذہب میں قصاص مروج تھا۔لیکن قتل کی صورت میں عفو اور درگذر کا امکان نہیں تھا

-عیسائیت میں قصاص کا دستور نہیں تھا- بلکہ وہ لوگ عموماً عفو کی ترغیب دیا کرتے تھے-عرب کے ناخواندہ معاشرہ میں دونوں کو رواج ملا- کہ قصاص لیا جائے اور عفو اور درگذر کی گنجائش بھی رکھی گئی- لیکن قصاص اور عفو و درگذر میں افراط و تفریط سے کام لیا کرتے تھے- کچھ قبیلے بڑائی جتانے کے شکار تھے-ان کا کوئی فرد جب ادنی قبیلہ کے ہاتھوں سے قتل ہو جاتا تو قصاص میں ایک آدمی کے بدلہ کئی آدمی قتل کیے جاتے- ایسا ہی اگر کہیں دیت کی صورت پیش آتی تو بسا اوقات اعلی قبیلہ کے ایک آدمی کے بدلہ اتنا بھاری مالی معاوضہ طلب کرتے جو قابل برداشت نہیں ہوتا - اسلام نے اس نظام کی اصلاح کر کے مساوات اور برابری کا درس دیا-طبقاتی نظام چونکہ انسانی فطرت سے متصادم ہے-اس لئے خودساختہ مراتب کو تحفظ دینے کی بجائے اسلام نے صرف انسانیت کی بنیاد پر نظام کی آب یاری کی- کہ قصاص میں برابری کی بنیاد پر معاملہ کیا جائے- اس لئے مرد کے مقابلہ میں مرد، عورت کے مقابلہ میں عورت اور غلام کے بدلہ میں غلام قتل کیا جائے گا- اس کا یہ مطلب نہیں کہ صنف کے اختلاف کی صورت میں قصاص نہیں لیا جائے گا بلکہ مرد و عورت یا آزاد اور غلام کا ایک دوسرے کو قتل کرنے کی صورت میں بھی قصاص لیا جائے گا- تاہم استثنائی صورتوں کا تذکرہ ملتا ہے وہ اس آیت سے متصادم نہیں بلکہ ان کے لئے الگ روایات موجود ہیں-

قصاص قابل معافی ہے:

قتل کی پانچ صورتیں ہیں- قصاص صرف قتل عمد کی صورت میں ہے- اور وہ کسی شخص کا قتل کے لئے بنایا ہوا ہتھیار اٹھا کر بغیر کسی غلط فہمی کے قصداً اور عملاً کسی کی زندگی کا چراغ گل کر دینا ہے- اس کے علاوہ قتل کی دوسری صورتوں میں جہاں خطا کار فرما ہو- وہاں قصاص کی بجائے دیت کا دفعہ لاگو ہوتا ہے-- جس کا تذکرہ سورۃ النساء میں پایا جاتا ہے- قصاص کا معاملہ چونکہ نازک ہے- اس لئے اس میں مقتول کے ورثاء کو اگرچہ حق دیا گیا ہے لیکن ورثاء ذاتی طور پر ہتھیار اٹھا کر خود قاتل کو قتل نہیں کر سکتے - قصاص لینے کے لئے ورثاء حاکم وقت کی طرف مراجعہ کے پابند ہوں گے اور جب حاکم کے ہاں یہ حقیقت ثابت ہو کہ قاتل واقعی قتل عمد کا مرتکب ہوا ہے تو پھر قاتل کو قصاص میں قتل کیا جائے گا-

...کے لئے یہ اختیار نہیں کہ وہ قاتل کو معاف کرے یا مقتول کے ورثاء پر دباؤ ڈال کر جان بخشی ...کرائے- ہاں یہ الگ مسئلہ ہے کہ مقتول کے ورثاء اگر بغیر کسی جبر و اکراہ کے قاتل کو بغیر کسی ...کے معاف کریں یا معاوضہ لیکر معاف کر کے حفاظت کریں تو یہ اختیار ان لوگوں کو حاصل ہے- ...قرآن اس میں طرفین کو حسن سلوک کی ترغیب دیتا ہے کہ قاتل سے مصالحت کر کے جو بوجھ اس پر ...جائے اس کو بغیر کسی ٹال مٹول کے ادا کریں- اور مقتول کے ورثاء بھی ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں-

...صاص لینا ظلم نہیں، انصاف ہے:

بعض نام نہاد انسانی حقوق کے علمبردار اسلام کے تعزیراتی نظام پر اعتراض کرتے ہیں- کہ ...اص لینے سے ایک انسان کی زندگی کا دیدہ دلیری سے خاتمہ ہوتا ہے- حالانکہ اس کا دفعیہ دوسرے ...ریقوں مثلاً مالی جرمانہ ادا کر کے کیا جا سکتا ہے- لیکن یہ اعتراض بغض و عداوت اور انسان دشمنی پر مبنی ...ہے-بد قسمتی سے ایسے اعتراض کرنے والوں کو قاتل کا غیر معصوم خون نظر آتا ہے لیکن وہ مقتول کے اس ...معصوم خون سے چشم پوشی کر رہے ہیں-- جس کو بغیر کسی وجہ کے قتل کر کے بال بچوں کو بیوہ اور یتیم بنایا گیا ...ہے- اس لئے قران کہہ رہا ہے کہ قصاص کے اجراء میں تمہاری زندگی کا تحفظ ہے- اس سے لوگوں کی ...زندگیاں بچ جائیں گی اور فتنہ و فساد کا تدارک ہوگا- تعزیراتی نظام کا بنیادی مقصد تو یہی ہے کہ فتنہ و فساد ...کرنے والوں کی سرکوبی ہو اور امن و آشتی کے معاشرہ کو ترویج ملے- انسان کے بتائے ہوئے قانون ...سے معاشرہ کو کبھی امن نہیں ملتا ہے- بلکہ اسلام کے نظام کو اپنانے سے ہی معاشرہ میں امن کا بول بالا ...ہے- قصاص میں جب ایک شخص قتل کیا جاتا ہے تو دوسرے لوگوں کو اس سے سبق ملتا ہے- آئندہ جا کر ...ناحق قتل کی جرات نہیں کرتا ہے یوں اس معاشرہ میں انسانی زندگی کو تحفظ مل کر فتنہ و فساد کا تدارک ...ہے- پھر قصاص کا معاملہ صرف قتل تک محدود نہیں بلکہ انسان کے بدن کے جن اجزاء میں مساوات ...ثابت ممکن ہو- وہاں کوئی شخص جب دوسرے شخص کے بدن کے حصہ کی تلافی کا ذریعہ بنے تو ...لینے میں دیر نہیں کی جائے گی- ہاں جہاں کہیں مساوات ممکن نہ ہو تو وہاں پر دیت متعین ہوگی-

صوبہ سرحد تعلیمی کمیشن باقی ماندہ

مفتی غلام الرحمٰن

11	مطالعہ پاکستان جماعت دہم	جن موضوعات کو خارج کیا گیا ہے اُن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔ جنوبی ایشیاء میں اسلامی معاشرہ، حضرت مجدد الف ثانی، سر سید احمد خان، آل انڈیا کانگرس کا قیام، تقسیم بنگال، میثاق لکھنو، تحریک خلافت، دہلی تجاویز، نہرو رپورٹ، قائد اعظم کے چودہ نکات، 1937ء کے انتخابات، قرارداد پاکستان کرپس کمیشن، گاندھی جناح مذاکرات، شملہ کانفرنس، 1946ء کے انتخابات، اسلامی کانفرنس تنظیم، مسلم ممالک کے ساتھ پاکستان کے تعلقات۔ نئی کتاب کے صفحہ نمبر 92 پر "شرح افزائش کے اسباب" کے عنوان سے پہلا پیراگراف بحوالہ علمائے کرام "متنازعہ" ہے۔ نئی کتاب میں مفید اضافے بھی کئے گئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:۔ ہمارا قومی کردار، رمضان المبارک کی اہمیت، ایک نظریاتی مملکت کے شہریوں کی ذمہ داری، ماحول کی آلودگی کا مسئلہ، میانہ روی کی زندگی، شہریوں کے فرائض اور متوازن معاشرہ۔ نوٹ:۔ جماعت ششم، ہشتم اور دہم سے جن موضوعات کو نکالا گیا ہے۔ اُن کا تعلق دو قومی نظریے، مشاہیر پاکستان، مشاہیر اسلام اور عالم اسلام سے ہے۔ ان موضوعات سے متعلق مواد اگر برقرار رکھا ہے تو اس میں بھی اختصار سے کام لیا گیا ہے۔	درسی کتاب کا مسودہ از سر نو تصنیف و ترتیب کے مراحل سے گزارا جائے اور "مشاہدات" میں مذکورہ مخدومات کو ملحوظ رکھا جائے۔ نئے مسودے کی وفاقی وزارت تعلیم (شعبہ نصابیات) سے منظوری حاصل کی جائے۔
12	اردو اول تا چہارم	کوئی قابل اعتراض مواد موجود نہیں۔	
	جماعت پنجم	جماعت پنجم کی نئی کتاب ابھی نہیں چھپی۔ زیر تدریس کتاب میں کوئی قابل اعتراض مواد موجود نہیں ہے۔ پرانی کتاب صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق، نعت، نیت کا پھل، حضرت خدیجہ الکبریٰ، مفید مشغلہ، بادل کا گیت، میجر طفیل شہید، مشینی کاشت، صبح وطن، یوم پاکستان، ایک خط، ہمارے علاقائی کھیل، آفتاب، حادثہ، مکالمہ، سلطان باہو، حب وطن، قائد ملت، سادگی، وادی کاغان، عزت کا بھید، وقت کی پابندی، پن چکی، مولوی نذیر احمد، سکول کا ایک پیریڈ، پہیلیاں، ظفر علی خان، نصیحت کے پھول، دعا۔ نئی کتاب میں شروع سے آخر تک کہیں بھی دو قومی نظریے کو اجاگر کرنے سے احتراز برتا گیا ہے۔ اسلامی موضوعات کو محدود کر دیا گیا ہے۔ فلسفہ شہادت کو وطن پر قربان ہونے تک محدود کر دیا گیا ہے۔ قائد اعظم اور فاطمہ جناح کا ذکر اس انداز میں کیا گیا ہے کہ دو قومی نظریے اور جدوجہد آزادی کا نام ونشان تک نہیں ملتا۔ کتاب میں کالے کپڑوں کی پرواز کے عنوان سے ایک مضمون شامل کیا گیا ہے، جس میں ایک کیلاش لڑکی کے پائلٹ بننے تک کے حالات بیان ہوئے ہیں۔ یہ مضمون اور درسی کتاب میں اسکا شامل کیا جانا اس حد تک متنازعہ ہے کہ ضلع کونسل چترال نے ایک قرارداد کے ذریعے اسے درسی کتاب سے خارج کرنے پر زور دیا ہے۔ پرانی کتاب سے حضرت خدیجہ الکبریٰؓ سے متعلق سبق حذف کر کے مذکورہ بالا مضمون شامل کتاب کیا گیا ہے۔ کتاب میں کتابت واملا کی بے شمار غلطیاں موجود ہیں۔ عربی عبارت خصوصاً قرآن وحدیث کی عبارات میں یہ غلطیاں بری طرح کھٹکتی ہیں۔ مختلف رموز وغیرہ اکثر مقامات پر حذف ہیں۔ اکثر تاریخی واقعات کے سنین اور تاریخیں غلط ہیں۔ اس کتاب کا مسودہ مڈل سکول پراجیکٹ اسلام آباد نے تیار کروایا۔ وزارت تعلیم شعبہ نصابیات اسلام آباد نے اس مسودے کی منظوری دی۔ ٹیکسٹ بک بورڈ نے اس کی طباعت کرائی۔	[illegible] دے اور اسے شعبہ نصابیات وزارت تعلیم اسلام آباد سے منظور کروا کر طباعت واشاعت کا اہتمام کرے۔

Scanned with CamScanner

	جماعت ہشتم	پرانی کتاب میں کل 48 اسباق تھے۔ نئی کتاب میں چالیس اسباق ہیں۔ تقسیم حسب ذیل ہے: تاریخ اسلام واسلامی تعلیمات — پاکستان — عام موضوعات پرانی کتاب: 9 اسباق — 12 اسباق — 26 اسباق نئی کتاب: 9 اسباق — 8 اسباق — 23 اسباق اسلامی موضوعات میں فتح مکہ / صلح حدیبیہ اور پاکستان کے موضوع پر یوم استقلال اور عبدالرب نشتر جیسے عنوانات کو حذف کیا جانا ایک لمحہ فکریہ ہے۔ نظم میں سدس حالی اور شاہنامہ اسلام کو شامل نہیں کیا گیا۔ دیہاتی عورت کے عنوان سے ایک نظم درسی کتاب میں موجود ہے جو مغربی این جی اوز کے طرز فکر کی نمائندگی کرتی ہے۔ اس کتاب کا مسودہ ماڈل سکول پراجیکٹ اسلام آباد نے تیار کرایا۔ مرکزی وزارت تعلیم شعبہ نصابیات نے اس مسودے کی حتمی منظوری دی اور ٹیکسٹ بک بورڈ صوبہ سرحد نے اس کی طباعت واشاعت کا اہتمام کیا۔	

		[illegible] انداز کر دیا گیا۔ پرانی کتاب میں یہ موجود تھے۔ مضامین میں سیرت طیبہ اور علماء وصوفیاء کرام کو کتاب سے خارج کر دیا گیا ہے۔ مجاہدین ومشاہرین میں سے صرف عمر بن عبدالعزیزؒ اور حضرت زینب بنت علیؓ کو شامل کیا ہے۔ مشاہیر پاکستان، ادباء وشعراء، ناقابل فراموش (کربلا/فلسطین) اور مشاہیر عالم قلم زد کر دئے گئے پاکستان کے موضوع پر صرف مناظر پاکستان کا مضمون دیا گیا ہے، باقی موضوعات نظر انداز کر دئے گئے۔ مندرجہ بالا بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام، دوقومی نظریے اور پاکستان سے متعلق اسباق، موضوعات خارج کر کے محض خانہ پری کے لئے دوسرے اسباق شامل کئے گئے ہیں۔ پرانی کتاب میں قومی ترانہ، یوم دفاع، قائداعظم اور طلباء، میرا انعام پاکستان، فرمودات قائداعظم، تحریک پاکستان میں طلباء کا حصہ، صبح آزادی، میجر عزیز بھٹی، اقبال اور پاکستان، راشد منہاس شہید اور ایک نظم 'پرچم" شامل ہیں۔ اسلامی موضوعات میں سے پرانی کتاب میں "عدل فاروقی، واقع کربلا، قدم بڑھائے جا، خواجہ بہاؤالدین ذکریاؒ، مولانا شبلی نعمانیؒ، اسلامی سربراہی کانفرنس، حافظ کفایت حسین، خواجہ الطاف حسین حالی، سید امیر علی، صبح سعادت، قومی یک جہتی، ربیع الاول، عروج اسلام کا دور، اسلامی اخوت، محمود غزنوی، اور قاضی شیر" کے اسباق تھے۔ نئی کتاب میں ان کے بدلے "حضرت زینبؓ بنت علیؓ، سلطان صلاح الدین ایوبی اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ شامل کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب بھی ماڈل پراجیکٹ اسلام آباد کی تیار کردہ ہے۔ مسودہ کو مرکزی وزارت تعلیم شعبہ نصابیات میں منظور کیا اور ٹیکسٹ بک بورڈ صوبہ سرحد نے شائع کیا۔	ایضاً
	جماعت نہم ودہم	ان کتابوں میں کوئی قابل اعتراض مواد موجود نہیں۔	----------

Scanned with CamScanner

	جماعت نہم ودہم	ان کتابوں میں کوئی قابل اعتراض مواد موجود نہیں۔	-----------
	جماعت یازدہم و دوازدہم	زیرِ تدریس کتابیں پرانے نصاب کے مطابق ہیں۔ان میں کوئی قابل اعتراض بات سامنے نہیں آئی۔نئی کتابیں ابھی تیار نہیں ہوئیں۔	-----------
	جماعت نہم ودہم	ان کتابوں میں کوئی قابل اعتراض مواد موجود نہیں۔	-----------
	جماعت یازدہم و دوازدہم	زیرِ تدریس کتابیں پرانے نصاب کے مطابق ہیں۔ان میں کوئی قابل اعتراض بات سامنے نہیں آئی۔نئی کتابیں ابھی تیار نہیں ہوئیں۔	-----------

13	اسلامیات جماعت ششم	پہلا باب	قرآن مجید	(ا) ناظرہ قرآن (پارہ ۸ تا ۱۳) (ب) حفظِ قرآن (العادیات، القارعہ، التکاثر) (ج) حفظ و ترجمہ (الاعراف/۲۳، البقرہ/۲۵۰، الحشر/۱۰)	بہتر یہ ہوگا کہ اس میں تعلیمی کمیشن صوبہ سرحد کی رپورٹ 2003 کو مدِنظر رکھتے ہوئے ناظرہ قرآن کلاس پنجم میں ختم کیا جائے اور اگلی کلاسوں میں موضوعاتی حوالہ سے سورتوں کا انتخاب ہو، تاکہ بچوں کی دینی استعداد میں قابل قدر اضافہ ہو۔
		دوسرا باب	ایمانیات و عبادات	(ا) اللہ تعالیٰ پر ایمان (ب) اذان (ج) نماز (د) نمازِ جنازہ	
		تیسرا باب	اسوہ حسنہ	(ا) معاشرے میں مسجد کا کردار (ب) میثاق مدینہ (ج) صلح حدیبیہ (د) فتح خیبر	

Scanned with CamScanner

چوتھا باب	اخلاق و آداب	(ا) طہارت و پاکیزگی (ب) حقوق العباد (ج) اساتذہ کا احترام (د) ایثار (ر) راست بازی (س) امانت (ص) احسان
پانچواں باب	ہدایت کے سرچشمے	(ا) حضرت ابراہیم علیہ السلام (ب) حضرت ابوبکر صدیقؓ (د) حضرت خدیجہؓ

جماعت ہفتم	پہلا باب	قرآن مجید	(ا) ناظرہ پارہ: ١٦ تا ٢٢ (ب) حفظِ قرآن: اللیل، الضحیٰ، الانشراح، التین (ج) حفظ و ترجمہ: ربنالا تؤاخذنا ان نسینا (البقرہ/٢٨٦)	اس کے لیے بہتر ہوگا کہ ناظرہ میں تعلیمی کمیشن کی تجویز کے مطابق ترتیب دی جائے۔ نیز نئے نصاب کے مطابق کتابیں تیار کی جائیں اور نئے مسودہ کی منظوری حسبِ ضابطہ وفاقی وزارتِ تعلیم سے حاصل کی جائے۔ بہتر یہ ہوگا کہ تحقیقی ذوق رکھنے والے مستند علماء کرام سے درسی کتب کی تصنیف و تالیف کا کام لیا جائے۔ جدید نصاب میں "ہدایت کے سرچشمے" کے ذیل میں حضرت عمرؓ اور حضرت عائشہؓ کا تذکرہ خاص طور پر ضروری ہے۔
	دوسرا باب	ایمانیات و عبادات	(ا) رسالت کی حقیقت اور ضرورت (ب) عبادات (ج) دعا کی اہمیت و فضیلت (د) زکوٰۃ اور قرضِ حسنہ	
	تیسرا باب	اسوہ حسنہ	(ا) فتح خیبر (ب) فرماں رواؤں کو دعوت اسلام (ج) غزوہ تبوک مسلمانوں کی بے مثال قربانیاں (د) رسولِ اکرمؐ کی گھریلو زندگی	

Scanned with CamScanner

		چوتھا باب	آداب و اخلاق	(ا) فضول خرچی اور بخل سے پرہیز (ب) اعمال میں منافقت سے اجتناب (ج) مساوات (د) سخاوت کا مفہوم اور فضیلت (ر) حقوق العباد (رشتہ دار، مہمان، مریض) (ز) میانہ روی (س) ماحول کی آلودگی اور اسلامی تعلیمات (ش) قانون کا احترام (ص) کسبِ حلال (ض) محنت کی عظمت	
		پانچواں باب	(الف) ہدایت کے سرچشمے (ب) روشنی کی طرف سفر	(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام (۲) حضرت زید بن حارثؓ	

	جماعت	باب	عنوان	مضامین	تجاویز
	جماعت ہشتم	پہلا باب	قرآن مجید	(ا) ناظرہ: پارہ ۲۳ تا ۲۹ (ب) حفظ: الفجر، البلد، الشمس (ج) حفظ و ترجمہ: آیت الکرسی	تجویز یہ ہے کہ نئے نصاب کے حوالہ سے کتاب ترتیب دی جائے تاکہ تسلسل بحال رہے نیز نئے نصاب میں "اخلاقیات کے باب میں قانون کا احترام" اور "کسب حلال" کے مضامین کا اضافہ موزوں ہے۔ تاہم ناظرہ میں پانچویں تک رعایت کرنے پر مضامین میں اضافے کی ضرورت رہے گی۔ جیسا کہ تعلیمی کمیشن کی رپورٹ میں ہے۔ نیا مسودہ، تصنیف، ترتیب اور تدوین کے بعد مرکزی وزارتِ تعلیم کو منظوری کے حصول کے لیے پیش کیا جائے۔ نئے مسودہ کی ترتیب و تدوین میں تحقیقی ذوق رکھنے والے مستند علماء کرام کی خدمات حاصل کرنا ضروری ہے۔
		دوسرا باب	ایمانیات و عبادات	(ا) عقیدہ آخرت اور تعمیر سیرت میں اس کا کردار (ب) عبادات (حج اور اس کی عالمگیریت)	
		تیسرا باب	اسوہ حسنہ	(ا) خلق عظیم (ب) صبر و تحمل (ج) ایفائے عہد (د) استقامت (س) حسن معاشرت (ش) عدل و احسان (ص) اخلاص و تقویٰ (ض) انداز تربیت و تبلیغ (ر) فکر آخرت	

Scanned with CamScanner

		چوتھا باب	اخلاق وآداب	(ا) خشیتِ الٰہی (ب) امر بالمعروف ونہی عن المنکر (ج) حقوق العباد (یتیم، بیوہ، معذور) (د) کاروبار میں دیانت (س) تعلقات میں منافقت سے اجتناب (ش) جہاد (ص) اتحادِ ملی
		پانچواں باب	ہدایت کے سرچشمے	حضرت عیسٰی علیہ السلام
			روشنی کی طرف سفر	حضرت سلمان فارسیؓ
		شعبہ نصابیات وزارتِ تعلیم حکومت پاکستان 2002ء کی رعایت نہ ہونے کی وجہ سے ششم کے جدید نصاب کے حوالہ سے ناظرہ قرآن متاثر ہے اور مضامین میں تسلسل اور ہم آہنگی مفقود ہے۔		

جماعت نہم	پہلا باب	قرآن مجید (بامحاورہ ترجمہ: الانفال، الاحزاب، الممتحنہ)		تجویز ہے کہ مذکورہ بالا آراء کی روشنی میں مرکزی وزارتِ تعلیم سے متعلقہ نصاب کا ازسرِ نو جائزہ لینے کی سفارش کی جائے۔ صوبائی ٹیکسٹ بک بورڈ کو ہدایات جاری کی جائیں کہ نصاب میں نظرثانی کے بعد کتاب کا نیا مسودہ تیار کرے اور وفاقی وزارتِ تعلیم سے منظوری حاصل کرنے کے بعد اس کی طباعت کا اہتمام کرے۔
	دوسرا باب	قرآن مجید (ناظرہ مکمل قرآن)		
	تیسرا باب	احادیثِ نبویؐ کا ترجمہ وتشریح		
	چوتھا باب	موضوعاتی مطالعہ	(ا) قرآن مجید (تعارف، حفاظت، فضائل) (ب) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی محبت واطاعت (ج) علم کی فرضیت وفضیلت (د) زکوٰۃ (فرضیت، اہمیت، معارف) (س) طہارت ونظافتِ جسمانی (ش) صبر وشکر اور ہماری انفرادی واجتماعی زندگی (ص) عائلی زندگی کی اہمیت (ض) ہجرت وجہاد	
	مرکزی وزارتِ تعلیم کی طرف سے جاری کردہ نصاب میسر نہ ہونے کی وجہ سے قدیم وجدید کا موازنہ یا نئے نصاب سے موازنہ کے بارے میں اظہارِ رائے مشکل ہے۔ تاہم زیرِ نظر کتاب میں "قرآن مجید" کے حصہ کو سات دروس (اسباق) میں تقسیم محلِ نظر ہے۔ اس میں حصص کی تقسیم میں زیادہ تر رکوعات کا سہارا لیا گیا ہے جبکہ مضامین کا رکوع تک محدود رہنا ضروری نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ حصہ قرآن مجید کی تقسیم میں مضامین کی رعایت ہو۔ جن آیات کے مطالب اور مضامین میں یکسانیت ہو ان کے الگ الگ حصے بنائے جائیں۔ یہ ضروری نہیں کہ سات تک محدود			

Scanned with CamScanner

	رہے اگر مضامین کے سلسلہ کی رعایت رکھی جائے تو اس سے طلبہ کو سمجھنے میں آسانی رہے گی۔ نیز الکلمات و التراکیب کا عنوان نا قابلِ فہم ہے ان میں تراکیب کا تصور نہیں پایا جاتا صرف کلمات کی جزوی تشریح ہے اور یہ تشریح بھی سلیس ترجمہ کے بعد کچھ زیادہ وضاحت کی حامل نہیں۔ اس میں اگر وضاحت مقصود ہو تو علمی انداز بیان کی حامل ہونا چاہیے تاکہ متعلقہ مقاصد تک رسائی ممکن ہو سکے۔ احادیث کے حصے میں جہاں بیں احادیث دی گئی ہیں اس میں دو باتیں قابلِ توجہ ہیں۔ احادیث کے مراجع و مآخذ کا حوالہ نہایت ضروری ہے اس کے بغیر احادیث نقل کرنا مناسب نہیں۔ پھر اس میں زیادہ تر استفادہ صحاح ستہ سے ہونا چاہیے اگر چہ حدیث کی دوسری کتابوں سے احادیث نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ تصحیح حدیث کے اصول پر پوری اترتی ہو۔ لیکن صحاح ستہ کا اپنا ایک مقام ہے۔ حدیث کی نقل میں یہ منظور نظر رہے کہ ثانوی مآخذ سے نقل ہر گز نہ ہو۔ بنیادی مآخذ تک رسائی از حد ضروری ہے۔ احادیث کے حصہ میں دوسری بڑی کمزوری تمارین یعنی مشقوں کا نہ ہونا ہے۔ اس سے طلباء کی صلاحیتوں کا پرکھنا مشکل ہے اور نہ امتحان کے سوالات کا طلباء کو کوئی اندازہ ہوگا۔ اس لئے اس حصہ میں تمارین کا اضافہ ضروری ہے۔ موضوعاتی مطالعہ کے حصہ میں مضامین میں تسلسل مفقود ہے۔ مضامین کچھ بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یوں طلباء کو سمجھنے میں دقت کا سامنا ہوگا۔ اگر ثانوی کے حصہ میں مڈل کے حصہ کے نصاب کا اعادہ تفصیلی رنگ میں ہو تو زیادہ مفید رہے گا۔ تاہم نفسِ تکرار مناسب نہیں۔ بلکہ اس درجہ میں پہنچ کر بچوں کا ظرف ذہن مستعد رہتا ہے جس میں برداشت کی قوت ہونے کی وجہ سے تفصیل زیادہ سودمند رہتی ہے۔ صرف جماعت نہم تک اسلامیات محدود رکھنا مناسب نہیں۔ دسویں جماعت میں بھی متعلقہ حصہ ہونا ضروری ہے۔			

خواتین اور فکر معاش

مفتی ذاکر حسن نعمانی

دنیا کی آبادی اور رنگینی میں خواتین و حضرات سب برابر کے شریک ہیں۔ فکر معاش اور اچھی معیشت کا مسئلہ ہر دور میں بڑی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ کیونکہ کمزور اور بے کار معیشت کی وجہ سے دنیا بے شمار مسائل اور تکالیف کی آماجگاہ بن جاتی ہے۔ مضبوط اور مستحکم معیشت میں اصل کردار مرد کا ہے گویا بالواسطہ اس میں خواتین کا بھی حصہ ہے۔ جس طرح مرد اور عورت کی فطرت، ساخت اور ... جدا جدا ہیں۔ اسی طرح ان کی ذمہ داریاں بھی جدا جدا ہیں۔ ہر ایک کا دائرہ کار الگ ہے۔ اپنے ... کار سے نکل کر دوسرے کے دائرہ کار میں لاشعوری طور پر یا جان بوجھ کر گھسنا خلاف عقل اور ... دہ ہے۔ دور حاضر میں سیکولر قوتیں مختلف قسم کی چالوں اور ترغیبات کے ذریعہ عورتوں کو چادر اور ... دیواری سے نکال کر دنیاوی ہر میدان میں مردوں کے شانہ بشانہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف ... کی اس بے قید زندگی کے جو منفی اثرات ہیں ان کو یہ لوگ نہ تسلیم کرتے ہیں اور نہ محسوس کرتے ... اگر کوئی دیندار اسکالر عورتوں کی اس طرح کی آزادی کے منفی اور برے اثرات بیان کرے تو ... ان کی سمجھ میں نہیں آتا بلکہ الٹا ان دیندار لوگوں کو بدنام کرتے ہیں کہ یہ حضرات عورتوں کے ... الجھن رہے ہیں۔

... مرد اور عورت کے مساوات کو تسلیم نہیں کرتے، عورت کے وجود کو ترقی کی راہ میں ... سمجھتے ہیں۔ عورتوں کو اللہ نے بڑی صلاحیتیں دی ہیں۔ عورتوں نے ماضی میں بھی بڑے ... کارنامے سرانجام دیے ہیں۔ بے شک اللہ نے عورتوں کو بڑی صلاحیتیں عطا کی ہیں لیکن ... یہ مطلب تو نہیں کہ اپنی صلاحیتوں کو دوسروں کے دائرہ کار میں استعمال کریں۔ بلکہ اپنے ... دائرہ میں رہتے ہوئے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں۔ اور اپنی ان صلاحیتوں کے ... اور اظہار میں ہر قسم کی برائی سے بھی محفوظ رہیں۔

عورت کی ساخت:

عورت کو چاہیے کہ اپنی فطری ساخت پر نظر رکھتے ہوئے اصل کام اور مقصد تخلیق کو پہچانے۔
علم تشریح الابدان کے مطابق مرد کی ساخت عورت کی ساخت سے قوی اور مضبوط ہے۔ عورت کے تمام اعضاء مرد کے اعضاء سے مختلف ہیں۔ مشاہدات اور تجربات سے ثابت ہے۔ عورت کے قد کی اوسط لمبائی مرد کے قد کی اوسط لمبائی سے بارہ سنٹی میٹر کم ہے۔ مرد کا اوسطاً وزن ۴۷ کلو ہے جبکہ عورت کا اوسطاً وزن ۴۲ کلو ہے۔ عضلات کے حجم اور قوت کے لحاظ سے بھی عورت کے عضلات کمزور ہیں۔ طبعی قوت کے اگر تین حصے کیے جائیں تو دو حصے قوت کے مرد کے حصے میں آئیں گے اور ایک حصہ عورت کا ہوگا۔ عورت کا دل مرد کے دل سے ۶۰ ڈرام چھوٹا اور ہلکا ہے۔ عورتیں ناقصات العقل ہیں۔ مرد کی عقلی قوت عورت کی عقلی قوت سے زیادہ ہے۔ مرد کی بدنی قوت کی برتری تو روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ مرد کے دماغ کا اوسطاً وزن ۴۹/۱/۲ اوقیہ ہے۔ جبکہ عورت کے دماغ کا وزن ۴۴ اوقیہ ہے۔
حیا اور اجنبی مرد سے پردہ اور فرار اس کی فطرت ہے۔ مردوں سے اختلاط بے حیائی اور خلاف فطرت ہے۔

مقصد تخلیق:

عورت کی ساخت اور اس کے مزاج کے مطابق اس کو اللہ نے مردوں سے الگ کاموں اور ذمہ داریوں کے لئے پیدا کیا ہے۔

(۱) سکون:

اللہ تعالیٰ نے عورت کو مرد کے سکون کے لئے پیدا کیا ہے۔ ارشاد باری ہے۔ ﴿ومن آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیھا﴾ اور اسی کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری جنس کی عورتیں پیدا کیں تا کہ ان کی طرف مائل ہو کر آرام و سکون حاصل کرو۔ زندگی کے کامیاب جیون ساتھی اس بات کو زیادہ محسوس کرتے ہیں۔ ایک اور ارشاد ہے۔ ھو الذی خلقکم من نفس واحدة وجعل منها زوجها لیسکن الیها۔ وہی ذات جس نے تم کو پیدا کیا۔ ایک جان سے۔ اور اس سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ اس سے سکون حاصل کرے۔

(۲) بچے جننا:

عورت کے اغراض و مقاصد میں ایک اہم ذمہ داری نسل انسانی کی بقا اور اضافہ ہے۔ ابتداء میں حضرت آدم علیہ السلام اور بی بی حوا رضی اللہ عنہا تھے۔ آج دیکھ لیں کس قدر لوگوں کو اللہ نے ان سے پیدا کیا۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے زیادہ محبت اور زیادہ بچے جننے والی عورت کے ساتھ شادی کرو۔ جس کی عورت بانجھ ہو یا خود اس میں کوئی نقصان ہو اور بچے نہ پیدا ہوتے ہوں تو میاں بیوی دونوں بڑے پریشان ہوتے ہیں۔ عورت ہر وقت سوچتی ہے کہ کب گود ہری ہوگی۔

(۳) بچوں کی پرورش:

کہتے ہیں کہ عورت کی گود بچے کی اولین اور بہترین درسگاہ ہے۔ ماں باپ کے دل میں اللہ نے اپنے بچوں کی زبردست محبت ڈال دی ہے۔ بچے کی بہترین پرورش، نگہداشت اور تربیت کے لئے یا تو بچے کے ساتھ انتہائی محبت ضروری ہے جو صرف ماں میں موجود ہے یا پھر اجرت کے ذریعہ ہوتی ہے۔ نپولین کا قول ہے ﴿تم مجھے اچھی مائیں دو میں تمہیں اچھی قوم دوں گا﴾۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔ کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو اپنی ماں کی تربیت کے اثرات اپنی طبیعت میں نہ پاتا ہو۔ فارابی کا قول ہے۔ پڑھی لکھی ماں کی گود بچوں کی سب سے بڑی یونیورسٹی ہے۔ افسوس صد افسوس! ماں کی اس مقدس گود اور بہترین درسگاہ سے کفار، اغیار اور سیکولر قوتوں نے ننھے منھے شیر خوار بچوں کو چھین کر ڈے کیئر سنٹروں کے حوالہ کر دیا۔ ذرا بڑے ہوتے ہیں تو پری پ اور نرسری کلاسوں میں بھیج دیتے ہیں۔ بچے اپنی پیاری ماں کی ممتا اور تربیت کو ترستے رہ گئے۔ نہ ماں کی پیاری اور مقدس گود دیکھی۔ نہ ماں کی پیار بھری نگاہیں دیکھیں نہ تربیت۔ اس لئے کہ ماں کے ساتھ ملازمت کی وجہ سے وقت نہیں۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ ﴿اکرموا اولادکم واحسنوا ادبھم﴾ اپنی اولاد کا اکرام کرو اور ان کو اچھے آداب سکھاؤ۔ مفکر فریڈورک کا قول ہے۔ جس گھر میں تعلیم یافتہ اور نیک ماں ہوتی ہے۔

وہ گھر آشیانہ اور تہذیب کا [illegible]

کردار عورت اور ماں کا ہے۔

(۴) شوہر اور گھر کی دیکھ بھال:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ﴿وقرن فی بیوتکن﴾ اور اپنے گھروں میں سکون سے رہو۔ معلوم ہوا عورت گھر کی ملکہ ہے۔ کسب مال اور خرچہ مرد کی ذمہ داری ہے۔ اور گھر کی دیکھ بھال عورت کی ذمہ داری ہے۔ یہ ذمہ داری اسی وقت اچھی طرح نبھا سکے گی جب عورت گھر میں موجود رہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے۔ ﴿المراة راعية على بيت زوجها وهي مسؤلة﴾

عورت اپنے شوہر کے گھر کی حکمران ہے۔ اور اس دائرہ عمل میں وہ جواب دہ ہے۔ حضورؐ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ اگر غیر اللہ کے لئے سجدہ کی اجازت ہوتی تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے خاوندوں کے سامنے سجدہ کرو۔ ارشاد باری ہے۔ ﴿فالصلحت قنتت حفظت للغيب بما حفظ الله﴾ پھر جو عورتیں نیک ہیں سو تابعدار ہیں۔ نگہبانی کرتی ہیں۔ پیٹھ پیچھے اللہ کی حفاظت سے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے۔ عورت جب پانچ وقت کی نماز ادا کرتی ہے۔ رمضان کے روزے رکھتی ہے۔ شرمگاہ کی حفاظت کرتی ہے اور اپنے خاوند کی فرمان برداری کرتی ہے۔ تو جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ ایک اور ارشاد ہے جو عورت اس حال میں مرے کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ گھر کا کام کاج خود کرتی تھیں۔ چکی پیستی تھیں۔ آٹا گوندھتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ آپؐ کے لئے بستر اپنے ہاتھوں سے بچھاتی تھیں۔ حضورؐ کی خدمت کرتی تھی۔ آپؐ کے بالوں میں کنگھی کیا کرتی تھیں۔ آپؐ کا سر مبارک دھویا کرتی تھیں۔ آپ کے کپڑے بھی دھوتی تھیں۔ حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں۔ شوہر مالدار نہ ہو تو بیوی پر گھر کی خدمت لازم ہے۔ اگر چہ بیوی کا تعلق کسی بڑے گھرانے سے ہو۔

عورت اور ملازمت:

عورت کے وہ امور جن کے لئے اس کی تخلیق ہوئی ہے وہ تو ذکر کر دیے گئے۔ جہاں تک

عورت کی ملازمت، نوکری اور فکر معاش کا تعلق ہے تو اس کے مشروط جواز میں کوئی شک نہیں۔ لیکن جواز کا یہ مطلب نہیں کہ تمام عورتیں بے حجاب ہو کر اختلاط مرد وزن اور خاوندوں کی اجازت کے بغیر اور بلا ضرورت ہر معاشی میدان میں ہر قسم کی نوکری اور ملازمت شروع کر دیں۔ کیونکہ کسب معاش اور گھر کے اخراجات کی ذمہ داری مرد پر عائد ہے۔ شادی سے قبل عورت کے اخراجات کی ذمہ داری باپ پر ہے۔ شادی کے بعد خاوند کے ذمہ ہے۔ اگر خاوند مر چکا ہو یا کمزور اور ناتواں ہو تو پھر بالغ اولاد پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اگر اولاد نہ ہو تو پوتوں اور نواسوں پر ہے اگر یہ بھی نہ ہوں تو ہر ذی رحم محرم پر ان کے میراث کے بقدر اخراجات عائد ہوتے ہیں۔ گویا حتی المقدور عورت کو فکر معاش سے آزاد رکھا گیا ہے۔ تا کہ وہ اپنی دیگر ذمہ داریاں بطریق احسن نبھا سکے۔ ضرورت اور حاجت کے لئے گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔ بہ وقت ضرورت کسب معاش بھی ایک ضرورت ہے۔

شرائط ملازمت:

(۱) شرعی پردہ کی مکمل رعایت (۲) اجنبی اور غیر محرم مردوں کے ساتھ اختلاط نہ ہو۔ مثلاً چھوٹے بچوں کو پڑھائے یا عورتوں کو پڑھائے۔ (۳) خوشبو نہ لگائے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے جب عورت خوشبو لگا کر کسی قوم پر گزرتی ہے تا کہ وہ اس خوشبو کو محسوس کر لیں تو یہ عورت زانیہ ہے۔ آج کل تو نوکر پیشہ اور ملازم عورت گھر سے مکمل خوشبو اور بناؤ سنگھار کے ساتھ نکلتی ہے بلکہ بناؤ سنگھار کا سامان ہر وقت ساتھ پرس میں پھیراتی ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے۔ اجنبیوں میں زینت اور ناز و انداز کے ساتھ چلنے والی عورت کیلئے قیامت کے روز کی ایسی تاریکی ہے جس میں کوئی نور نہیں۔ ایک اور ارشاد ہے۔ بدترین عورتیں وہ ہیں جو بناؤ سنگھار کو دکھلانے والی ہوں اور یہی منافق عورتیں ہیں۔

(۴) اگر ملازمت کی طرف مجبوری نہ ہو تو نہ نکلے۔ آپؐ کا ارشاد ہے۔ عورتوں کے لئے مجبوری کے علاوہ نکلنا صحیح نہیں۔

(۵) ملازمت گناہ والی نہ ہو۔ مثلاً وومن بنک کی ملازمت جس میں سودی لین دین ہوتا ہے۔

(۶) ولی اور شوہر کی اجازت بھی ضروری ہے۔ اگر خاوند کی اجازت کے بغیر ملازمت کرتی ہے تو جائز

نہیں۔حضورؐ کا ارشاد ہے جو عورت شوہر کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر نکلے تو وہ اللہ کے غضب تلے آجاتی ہے۔یہاں تک کہ وہ اپنے گھر آجائے یا شوہر اس سے راضی ہو جائے۔

عورت کی ملازمت اور مشکلات:

عورت اپنی ملازمت میں مذکورہ شرائط کی رعایت بھی رکھے تو پھر بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔عورت کی ساخت فطری طور پر کمزور ہے۔مردوں کی طرح کام نہیں کرسکتی۔جلد تھک جاتی ہے۔ٹیڑھا پن اس کی فطرت ہے۔باتوں میں وزن نہیں رکھتی۔ناقص العقل ہے۔حمل، وضع حمل اور مدت رضاعت اس کے لئے زبردست رکاوٹیں ہیں۔آج کل کے دور میں پردہ کی پابندی بالکل مشکل ہے۔مردوں کے اختلاط سے بچنا بالکل ناممکن ہے۔مرد ہر جگہ عورت کا محافظ ہوتا ہے۔اکثر ملازم پیشہ عورت ڈیوٹی کی جگہ اکیلی نہیں جاسکتی۔شوہر، محرم یا کوئی نوکر اور ڈرائیور اس کو پہنچاتا ہے۔وومن بنک کا چوکیدار مرد ہوتا ہے۔وومن پولیس اور ان کے تھانے کا سنتری مرد ہی ہوتا ہے۔

پانچ سال سے کم عمر کے بچے تو عورتوں کی ملازمت کے لئے مستقل رکاوٹ ہیں۔عورتیں خود کہتی ہیں کہ ملازم پیشہ خواتین کے بچوں کے لئے ہر ادارے میں ڈے کیئر سنٹر ہونا چاہئے۔ایک عورت کہتی ہے کہ مساجد کو ڈے کیئر سنٹر بنا دیں۔دوسری کہتی ہے پڑھا لکھا سٹاف بہتر تربیت کرتا ہے۔تیسری کہتی ہے بچوں کی وجہ سے ملازمت چھوڑ دی۔چوتھی کہتی ہے ڈے کیئر میں بچے محفوظ ہوتے ہیں۔پانچویں کہتی ہے ادارہ کمرہ دے۔پے منٹ ہم کریں گے۔

موجودہ دور میں شادی شدہ عورتیں ملازمت کرتی ہیں۔انہیں دن کے تقریباً سات آٹھ گھنٹے آفس میں گزارنے پڑتے ہیں۔جس کی وجہ سے گھریلو نظام اور بچوں کی تربیت بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔زبیدہ جلال کا کہنا ہے کہ اسمبلی میں بچوں کے لئے ڈے کیئر سنٹر ہونا چاہئے۔تاکہ خواتین قومی اسمبلی میں اپنے روزانہ کے کام سرانجام دے سکیں۔قومی اسمبلی میں تقریباً ۸۰ خواتین ہیں۔اب تو خیر سے سیاسی علماء اپنی ماں، بہن، بہو اور بیٹی کو اسمبلی فلور کی زینت بنا رہے ہیں۔موجودہ حکومتیں جو سیکولر کھیل کھیل رہی ہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔بعض علماء حضرات اب اپنی بچیوں کو کالج کا رخ

کرنے لگے۔یہ سیاسی علماء ان سیکولر لوگوں کے کھیل میں مکمل شریک ہو گئے ہیں۔یا تو وہ وقت تھا کہ عورت کی سربراہی اور اسمبلی میں موجودگی پر مؤثر آواز اٹھائی جاتی تھی لیکن آج اپنے اور پرایوں نے اسمبلی کو عورتوں سے بھر دیا ہے۔

عورت کی ملازمت کے نقصانات:

بچوں کی تربیت بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔گھریلو نظام تباہ ہو گیا ہے۔گورباچوف کا کہنا ہے کہ اب یہ سوچو کہ یہ عورتیں دوبارہ اپنے گھروں کی طرف واپس کیسے آئیں گی اور سیکولر مسلمان سوچ رہے ہیں کہ سب عورتیں گھروں سے کیسے نکلیں گی۔گھریلو سکون بھی ختم ہو گیا ہے۔بعض میاں بیوی تو ملازمت کی وجہ سے کئی کئی ہفتے اور مہینے ایک دوسرے سے کافی مسافت پر دور رہتے ہیں۔خاوند کی خدمت کوئی نوکر یا نوکرانی کرتی ہے۔جبکہ بچے ایسی صورت حال میں باپ یا ماں کی مکمل شفقت محبت اور توجہ سے محروم رہ جاتے ہیں۔خاوند جب باہر سے تھکا ہارا گھر میں داخل ہوتا ہے تو اس کے سکون اور خدمت کے لئے گھر میں کوئی بھی موجود نہیں ہوتا۔بعض ملازمت پیشہ خواتین کے اخلاق خراب ہو جاتے ہیں۔جس کی وجہ سے اگر غیر شادی شدہ ہو تو رشتہ نہیں ملتا، شادی شدہ ہو تو طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔یورپ میں میاں بیوی کا رشتہ بے حیائی اور اختلاط مرد و زن کی وجہ سے بہت زیادہ کمزور ہوتا ہے۔طلاق کی شرح زیادہ ہے۔مردوں اور عورتوں کے بغیر نکاح کے تعلقات ہوتے ہیں۔

عورتوں کو گمراہ کرنے والی تحریکیں:

سیکولر لوگوں کی طرح بعض عورتوں کی نام نہاد ہمدرد تنظیمیں عورتوں کو گمراہ کر رہی ہیں۔مختلف چالوں اور ترغیبات کے ساتھ عورت کو چادر اور چاردیواری سے نکال باہر کر رہے ہیں۔کبھی کہتے ہیں خواتین کے بغیر جمہوریت ادھوری ہے۔عورتوں کو سماجی، سیاسی اور معاشی میدانوں کی طرف لا رہی ہیں۔قانون ساز اداروں میں خواتین کی مخصوص نشستوں کی بحالی کے لئے پوری طرح کوشاں ہیں۔۳۳ فیصد عورتیں اسمبلیوں میں آگئی ہیں۔بلدیاتی نظام میں خواتین کونسلرز آگئی ہیں۔شہری عورتیں تو ویسے ہی گھروں سے نکلی ہوئی ہیں۔خواہ ملازمت پیشہ ہیں یا نہیں؟۔عورت فاؤنڈیشن اور سنگی قسم کی

تنظیمیں دیہات میں زور لگا رہی ہیں- دیہات میں دین عملی شکل میں موجود ہوتا ہے- وہاں کی عورتوں کو گھر سے بے گھر کرنے کی سرتوڑ کوششیں شروع ہیں- بعض نادان عورتیں کو گھروں سے نکل کر جب ان کو اپنی کمزور مساعی کے مطابق کوئی عملی میدان نہیں ملتا یا ان میدانوں میں چلنا مشکل ہو جاتا ہے بجائے گھر کی طرف رخ کرنے کے اپنے لئے کوئی پرکشش میدان ڈھونڈھتی ہیں- مثلاً فلم انڈسٹری، ڈرامہ اور ماڈلنگ- جب اپنے اردگرد پرستاروں کو دیکھتی ہیں- کیمروں کی چمک نظر آتی ہے- اپنی شہرت اور بظاہر عزت دیکھتی ہیں تو پھولے نہیں سماتی- چند برسوں میں جب عمر اور جوانی ڈھلنا شروع ہو جاتی ہے تو آہستہ آہستہ پرستار کم ہو جاتے ہیں- اور نہ کوئی مناسب اور اچھا رشتہ ملتا ہے- زندگی اجیرن بن جاتی ہے- بغیر خاوند اور بغیر رشتہ داروں کے کتوں اور بلیوں کے ساتھ دل بہلاتی ہیں- آخر میں گم نام ہو کر عالم جاویدان کی طرف سدھار جاتی ہیں- پھر حقوق نسواں کی کوئی تنظیم ان کو سہارا نہیں دیتی- یورپ میں تو نرسنگ ہوم اور اولڈ پیپلز ہاؤس موجود ہیں- یہاں تو وہ انتظام بھی نہیں-

عورتوں کی ملازمت سے مردوں کی بے روزگاری:

اکثر عورتیں بلاضرورت نوکریاں کرتی ہیں- اور ایسی ایسی جگہوں میں ملازمت شروع کر دیتی ہیں- جہاں خالص مرد کی ضرورت ہوتی ہے- وہ جگہ عورت کے لئے عقلاً اور شرعاً بالکل مناسب نہیں ہوتی جس کی وجہ سے اکثر مرد بے روزگار ہو جاتے ہیں-

ان بے روزگار مردوں کی وجہ سے ان کی بیوی اور بچے بھی پریشان ہوتے ہیں- بے روزگار مرد بے چارہ اگر کہیں ملازمت کے لئے جائے- یا انٹرویو دیتا ہے تو لڑکیاں بھی پہنچ جاتی ہیں اور پھر ان عورتوں کو ترجیح دی جاتی ہے- مرد بے چارہ مایوس ہو کر لوٹ آتا ہے- جو عورتیں تعلیم حاصل کر چکی ہیں وہ تو اب دوبارہ چاردیواری اور گھریلو زندگی کی طرف لوٹ کر نہیں آتی- اس کو وہ اپنا ہتک سمجھتی ہے- ایسی عورتوں کو ان کے مناسب نوکریاں ملنی چاہیں- مثلاً پرائمری اسکولوں میں اور لڑکیوں کے اسکولوں میں بطور استانی تقرر کر دینا چاہیے-

عورت کی ملازمت کا فائدہ بہت کم ہے:

حصول معاش کے نکتہ نگاہ سے عورت کی ملازمت کا فائدہ بہت کم ہے- جو عورتیں بلاضرورت ملازمت کرتی ہیں وہ اپنے گھریلو نظام کو سنبھالنے کے لئے اجرت پر نوکر یا نوکرانی کا تقرر کرتی ہے- خود نوکری کی جگہ اکیلی نہیں جاسکتی- یا اجرت کی گاڑی میں جاتی ہے- یا کسی محافظ مرد کے ساتھ جاتی ہے- اس طرح روزانہ اچھے جوڑے پہن کر میک اپ کر کے جاتی ہے- کیونکہ بغیر میک اپ اور اچھے جوڑوں کے اس کا لوگوں کے ساتھ ملنا جلنا اس کی طبیعت پر بڑا بوجھ ہوتا ہے- زیورات، میک اپ اور اعلی لباس پہننا اس کی فطرت ہے- اس کے لئے ہر وقت بازار میں شاپنگ کی ضرورت ہوتی ہے بلاضرورت چیزیں خریدتی ہے- ان تمام خرچوں کو ملایا جائے تو میرا خیال ہے کہ اتنا کماتی نہیں جتنا خرچ کرتی ہے-

ملازمت پیشہ عورتوں کے تاثرات:

اخباری اطلاعات کے مطابق ایک عورت کہتی ہے کہ ملازمت کر کے انہوں نے اپنے آپ کو محفوظ کر لیا ہے- لیکن معاشرتی طور پر وہ اپنے آپ کو مکمل نہیں سمجھتی ہے- کہتی ہے کہ خواتین کے لئے ملازمت وبال جان بن جاتی ہے-- دوسری کہتی ہے-- ملازمت کرتے کرتے ملازمت کے ساتھ ہی شادی کرنی پڑی-- مشین کی طرح کام کرتے ہیں بس اس کو زندگی سمجھتے ہیں- تیسری عورت جو مدت ملازمت سے قبل ریٹائرمنٹ لے چکی ہے- کہتی ہے جب عورت گھر سے کام کے لئے نکلتی ہے تو ان گنت مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے-- جس سے بالآخر عورت نفسیاتی طور پر مفلوج ہو جاتی ہے- چوتھی کہتی ہے پوری عمر ملازمت کی-- بچوں میں احساس محرومی بڑھ گیا- شوہر ساس دیورانیاں سب خلاف ہو گئے- دو ٹکے کمانے کا فیصلہ سنگین غلطی تھی- ایک عورت نے دفتر سے شوہر کو فون پر بتایا- آج عجیب کام ہو گیا-- چولھے پر رکھی ہانڈی میں مصالحہ اور گوشت ڈالنا بھول گئی- شام کی تقریب میں جانے کے لئے اپنا سوٹ استری کرنا رہ گیا- شوہر نے مجبوراً کہا ٹھیک ہے- ہانڈی بھی پکا دوں گا- کپڑے بھی استری ہو جائیں گے- اس طرح کی باتیں جب روٹین بن گئیں تو شوہر نے تنگ آ کر کہا

Scanned with CamScanner

ب آپ کی ملازمت کی کوئی تک نہیں بنتی -آپ کی نوکری کی وجہ سے دو ہزار کپڑے دھونے والی ماسی کو- ایک ہزار بچے کی آیا کو- آپ کے لئے ہر ہفتہ نیا سوٹ سلوانے کی ۳۵۰۰ روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے- تنخواہ آپ کی آٹھ ہزار ہے- آپ کی مہربانی ہوگی اپنا گھر خود سنبھالیں-

ایک اور ملازم پیشہ عورت کہتی ہے شادی کو آٹھ سال ہو چکے- میاں کا تبادلہ ایک طرف ہوتا ہے- اور میرا دوسری طرف- آٹھ سال میں مسلسل دس ماہ سے زیادہ اکٹھے نہیں رہ سکے- ایک کا کہنا ہے کہ بس سٹاف پر لوگ ان کو گھورتے ہیں- سکول تک اوباش نوجوان پیچھا کرتے ہیں- بعض اوقات سکول سے واپسی کے وقت لڑکے گھر تک ساتھ آتے ہیں- ایک اور استانی کہتی ہے- گھر سے ایسی حالت میں نکلتی ہوں کہ بچے روتے اور بلکتے ہیں- جب بچے کو ہوش آتا ہے تو کہتا ہے- امی کہاں چلی گئی- کہتی ہے کہ تانگے میں جب سکول کی طرف آتی ہوں تو بچے کے رونے کی آواز کانوں میں گونجتی رہتی ہے-

مغربی فلاسفروں کے تاثرات:

ماہر اقتصادیات پروڈن لکھتا ہے- نوع انسانی کسی اخلاقی، سیاسی، اور عملی فکر میں عورت کی ہرگز زیر بار احسان نہیں- وہ علم کی سڑک پر عورت کی مساعدت کے بغیر چلی ہے- اور اس نے خود ہی حیرت انگیز عجائبات ظاہر کیے ہیں- ایک فلاسفر کہتا ہے عورتیں کاروباری دنیا میں پھنس کر محنت کا ناقابل برداشت بوجھ اٹھاتی ہیں اور فاقہ وتنگ دستی میں ایام گزارتی ہیں- سموئیل سمائل لکھتے ہیں- وہ نظام جو یہ فیصلہ کرتا ہے کہ عورت کارخانوں اور دکانوں میں کام کاج کرے- اس سے خواہ کتنی ہی دولت حاصل ہو جائے لیکن اس کا نتیجہ گھریلو زندگی کو تباہ کرنے کی شکل میں نکلتا ہے- مس انی روڈ لکھتی ہیں ہماری بیٹیاں گھروں میں خادمائیں بن کر رہیں یہ بہتر اور کم نقصان دہ ہے کہ وہ کارخانوں میں ملازمت کریں- جہاں جا کر لڑکی ایسے گند اور خرابی میں ملوث ہو جاتی ہے جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کی زندگی کی رونق کو ختم کر دیتی ہے- کاش ہمارے شہر اور ملک بھی مسلمانوں کے شہروں اور ملکوں کی طرح ہوتے- جہاں حشمت، پاک دامنی اور عصمت ہے- جہاں عورت نہایت عمدہ، خوشگوار اور عزت و آبرو والی زندگی

گزارتی ہے-

پروڈن کا قول ہے کہ عورت کی بہترین خدمت یہ ہے کہ وہ عورت بیاہی جائے- بچے جنے اور اپنی اولاد کی تربیت کرے-

تنبیہ- صحیح اور سچے مسلمان کے لئے تو قرآن وحدیث کی تعلیمات وتشریحات کافی ہیں لیکن سیکولر اور مغرب زدہ لوگ کفار اور اغیار کے اقوال اور تجربات سے بہت جلد متاثر ہوتے ہیں- اس لئے ایسے لوگوں کو مطمئن یا خاموش کرنے کے لئے ہمیں کفار اور اغیار کے اقوال کا سہارا لینا پڑتا ہے- ورنہ قرآن وحدیث جیسے سورج کے ہوتے ہوئے کفار واغیار کے اقوال کے چراغ کی کیا ضرورت ہے- کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا-

خاتون

عورت بمنزلہ موتی ہے-

جو حفاظت ہی سے پروقار رہ سکتی ہے-

(امام مالکؒ)

عاریت میں دی ہوئی چیز کا دائرہ کار

اگر کسی ضرورت کی تکمیل کے لئے کوئی چیز مانگی گئی تو مستعیر کہاں تک استعمال کا حق محفوظ رکھتا ہے۔بسا اوقات ضرورت پوری نہ ہونے کے باوجود واپسی کا مطالبہ کیا جاتا ہے کیا مالک کو ایسا مطالبہ کرنا جائز ہے؟جس کی وجہ سے مستعیر کا منصوبہ ادھورا رہ جاتا ہے۔

بینوا توجروا

مولوی سعادت خان کوھاٹ

الجواب وباللہ التوفیق

عاریت کا معاملہ درحقیقت تبرع، احسان اور باہمی رواداری کا مظاہرہ ہے۔جس میں مالک بغیر کسی معاوضہ کے اپنی مملوکہ چیز سے مستعیر کو استفادہ کا موقعہ فراہم کرتا ہے۔مالک کی اجازت سے مستعیر اس سے ہر قسم کے جائز استفادہ کا حق محفوظ رکھتا ہے۔تاہم اگر کہیں کسی نوع استفادہ کی تعیین نہیں کی گئی ہو تو عرف کو مدار بنا کر مستعیر فائدہ لے گا۔چونکہ عاریت میں چیز مستعیر کے پاس امانت ہوتی ہے اس لئے معمول کے مطابق اگر ہلاک ہو تو مالک تاوان کا مطالبہ نہیں کرسکتا ہے۔

چونکہ عاریت میں کوئی معاوضہ نہیں ہوتا ہے۔اس لئے اس کو لازمی عقد قرار دینا مشکل ہے۔ جس میں مالک کو مطالبہ کا حق حاصل نہ ہو۔ بلکہ مالک اگر مستعیر کو ایک مہینہ تک استعمال کرنے کی مہلت دیدے اور اس دوران دو ہفتہ بعد واپسی کا مطالبہ کرے تو مستعیر کو انکار کرنے کا حق حاصل

نہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ مستعیر نے مالک کی اجازت پر اعتماد کرکے ایک منصوبہ شروع کر رکھا ہے اس لئے مستعیر کو نقصان سے محفوظ رکھنے کے لئے فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ واپسی کے مطالبہ کے بعد ضرورت کی تکمیل تک مدت کا کرایہ مالک وصول کرے گا۔تاہم عاریت کے ایام کے معاوضہ کا مطالبہ مالک نہیں کرسکتا ہے۔ والدلیل علی ما قلنا مافی مجلة الاحکام و للمعیران یرجع عن الاعارة متی شاء (مادہ / ۸۰۶)

۔۔۔ مالک کے لئے جائز ہے کہ وہ جب چاہے عاریت کی واپسی کا مطالبہ کرے۔

لقطہ حکم

راستہ پر جاتے ہوئے اگر کوئی چیز ملے کیا اس کا اٹھانا جائز ہے؟یا چھوڑ دینا بہتر ہے؟اگر ایک شخص راستے سے یہ چیز اٹھائے اور آگے جاکر یہ چیز اس سے ضائع ہو تو کیا اس پر تاوان لازم آئے گا یا نہیں؟

بینوا توجروا

مولوی سعادت خان کوھاٹ

الجواب وباللہ التوفیق

جہاں کہیں کوئی چیز کسی کو ملے۔تو پانے والے کو ذاتی مفادات کے تحفظ کی بجائے ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے اجتماعی مفادات اور دوسرے مسلمان کی خیر خواہی کا جذبہ لیکر فیصلہ کرنا چاہئے۔اس لئے پہلا سوال یہ ہے۔کہ کیا اس چیز کا اٹھانا بہتر ہے۔یا اپنی جگہ پر چھوڑ دے؟ایسی صورت جو صورت اس چیز کی حفاظت کے لئے مفید ہو وہی فیصلہ کرنا ہوگا۔اگر اٹھانے میں بہتر ہو تو پھر چھوڑ دینا مناسب نہیں۔تاہم اٹھاتے وقت اگر نیت اور ارادہ ذاتی طور پر قبضہ جمانا ہو تو پھر یہ غصب کے مترادف اقدام متصور ہوگا لیکن اگر کہیں یہ ارادہ ہو کہ یہ چیز راستہ سے محض اس وجہ سے اٹھا رہا ہوں کہ کہیں ضائع نہ ہو ہاں جب کبھی اس کا مالک ملے گا تو یہ چیز اس کو واپس کی جائے گی۔تو پھر یہ چیز پانے والے کے ہاتھ میں امانت رہے گی لہذا اگر اس شخص نے راستہ سے یہ چیز اٹھائی۔آگے جاکر کسی نے اس پر ڈاکہ ڈالا اور وہ چیز ضائع ہوگئی تو اس سے تاوان وصول نہیں کیا جائے گا۔اور نہ اس پر کوئی ذمہ داری ڈالی جاسکتی

مجاہد سے دہشت گرد
یا
...مسخ کرنے کی مذموم کوشش
۳۹۴

Scanned with CamScanner

ہے لیکن نیت چونکہ باطنی معاملہ ہے۔اس لئے شریعت نے ایسے خیرخواہی کے اقدام کے لئے ﴿اشھاد﴾ ضروری قرار دیا ہے۔یعنی اٹھانے والا اس وقت دو آدمیوں کو اس پر گواہ مقرر کردے۔اور یہ کہہ دے کہ تم اس پر گواہ رہو۔ یہ چیز میں نے اٹھائی ہے۔جب بھی اس کا مالک دستیاب ہوگا۔تو یہ چیز واپس کی جائے گی۔اشھاد کے بعد یہ چیز اس کے پاس امانت رہے گی۔تاہم جہاں کہیں اشھاد میسر نہ ہو مثلاً کسی ایسی جگہ میں ﴿لقط﴾ ملے جہاں گواہان میسر نہ ہوں۔یا گواہ بنوانے میں یہ خطرہ ہو کہ یہ لوگ اس سے مطلع ہوکر ضائع ہونے کا سبب بن سکتے ہیں۔تو پھر دوسرے ممکنہ وقت میں گواہوں سے مدد حاصل کرے۔ہاں اگر خدانخواستہ ﴿مالک﴾ اور ﴿واجد﴾ دونوں کے درمیان بعد میں اختلاف رونما ہو کہ اٹھاتے وقت واجد کی نیت کیا تھی؟ طرفین ذمہ داری واجد پر ڈالتے ہیں جبکہ امام ابو یوسف کے نزدیک واجد کے قول کو اعتبار دیا جائے گا۔البتہ اس میں ﴿واجد﴾ کو تہمت کے ازالہ کے لئے قسم اٹھانی ہوگی کہ اس نے مالک کو دینے کے لئے یہ چیز اٹھائی ہے۔والدلیل علی ذالک مافی مجلة الاحکام۔اذا وجد شخص فی الطریق او فی محل آخر شیا فاخذه علی سبیل التملک یکون حکمه حکم الغاصب وعلی هذا اذا هلک ذلک المال او ضاع ولو بلاصنع او تقصیرمنه یصیر ضامنا واما لواخذه علی ان یرده لمالکه فان کان معلوما کان فی یده امانة ویلزم تسلیمه الی مالکه وان لم یکن مالکه معلوما فهو لقطه ویکون فی ید ملتقطه امانة ایضه (الماده / ۷۶۹)

ترجمہ۔کسی شخص کو کوئی چیز ملے۔اگر مالک بننے کے ارادہ سے یہ چیز اٹھائی ہو تو یہ غصب کے حکم میں رہے گا۔یوں اگر یہ چیز اس کے کسی اقدام کے بغیر ضائع ہو تو ضمان واجب رہے گا۔اور اگر اس ارادہ سے یہ چیز اٹھائی ہو کہ مالک کو واپس کرے گا۔اگر مالک معلوم ہو تو یہ چیز اس کے پاس امانت رہے گی۔ اور مالک کو واپس کرنا ضروری ہوگا لیکن اگر مالک معلوم نہ ہو تو یہ لقطہ رہے گا اور یہ چیز پانے والے کے ہاتھ میں امانت رہے گی۔واللہ اعلم

حسبہ ایکٹ اسلامی نظام احتساب کی روشنی میں

پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

احتساب کا تصور اور اس کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنا خود انسان یہ اور بات ہے کہ اقوام و ملل میں جس طرح انصاف کے تصورات امیر وغریب کے لئے جدا جدا تھے۔اسی طرح احتساب صرف عوام کا ہوتا تھا۔حکمران اس سے بالاتر تھے۔موجودہ حکومت نے احتساب کے تصور کو مزید مستحکم کرنے کے لئے صوبہ سے اسے ضلع تک وسعت دے دی ہے۔اور جیسا کہ آپ واقف ہیں۔لوکل گورنمنٹ ایکٹ ۲۰۰۱ء جس کے تحت ملک بھر میں یونین کونسلر سے لیکر ڈسٹرکٹ ناظم تک کا انتخاب عمل میں آیا ہے۔اس نظام کا بنیادی نکتہ احتساب واختیارات کی نچلی سطح پر منتقلی، مشاورت اور مصالحتی عدالت کے ذریعہ معاشرتی مسائل وتنازعات کی اصلاح اور حل ہے۔

لوکل گورنمنٹ ایکٹ ۲۰۰۱ء کے باب نمبر ۱۴ کی دفعہ نمبر ۱۳۴ کی شق I اور II کے تحت ہر ضلع میں ایک ضلعی محتسب ہوگا جو ضلع کے سرکاری اہلکاروں کی بدانتظامی کے خلاف شہریوں کی شکایات کا ازالہ کرے گا۔اسی ایکٹ کے باب نمبر ۱۱ کی دفعہ ۱۰۲ کی شق I تا V کے تحت مصالحت کمیٹی اور اسی ایکٹ کے تحت انصاف کمیٹی کا تصور فراہم کیا گیا۔حتی کہ عدالت سے کہا گیا ہے وہ بعض دائر مقدمات بھی ان کمیٹیوں کے سپرد کرسکتی ہے۔

میں صوبہ سرحد کی حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔جس نے احتساب کے دائرے کو ضلع سے آگے عوام تک وسعت دیکر حکومت کے ایجنڈے کو آگے بڑھایا ہے۔اس پر صدر صاحب اور دانیال عزیز صاحب سمیت تمام افراد کو متحدہ مجلس عمل کا مشکور ہونا چاہئے کہ انہوں نے احتساب کے جس عمل کو نامکمل چھوڑا تھا۔متحدہ مجلس عمل نے ﴿حسبہ ایکٹ﴾ کے ذریعہ شریعت کے تقاضوں کے تحت پایہ تکمیل تک پہنچا دیا ہے۔زندہ اور عدل پسند قوموں کی پہچان ﴿نظام احتساب﴾ کا اس کی روح کے ساتھ نفاذ رہا ہے۔یہی وجہ ہے۔انسانی تاریخ اس قول کے گرد گھوم رہی ہے۔﴿الملک یبقی مع الکفر ولا یبقی مع الظلم﴾ (۱) حکومت کفر کے ساتھ قائم رہ سکتی ہے۔ظلم کے ساتھ باقی

نہیں رہ سکتی ہے۔

پاکستانی قوم جس اجتماعی عذاب میں مبتلا ہے اور جس کی سزا کم وبیش ہر فرد کو بھگتنا پڑ رہی ہے۔ اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ ہم نے اللہ سے کئے ہوئے عہد ووفا کی خلاف ورزی کی۔ اس کے نتیجہ میں ہم ایک ہمہ گیر نظام ظلم کے شکنجہ میں پھنس گئے۔ پھر اس شکنجہ کو توڑ کر ظالموں اور خون چوسنے والوں سے نجات حاصل کرنے اور ان کو کیفر کردار تک پہنچانے کی جدوجہد سے بھی گریز کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ظلم سے سمجھوتہ بھی ظلم کرنے سے کچھ کم جرم نہیں ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ملک میں حقیقی اور بے لاگ احتساب کیا جائے۔ ایسا احتساب جس سے کوئی مستثنیٰ اور بالاتر نہ ہو۔ یہی سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا تقاضہ ہے۔ آپ ﷺ نے اذن الٰہی کے مطابق جب پہلی دفعہ اسلام کی عام دعوت دی تو سب سے پہلے احتساب کے لئے اپنی ذات کو پیش کیا۔ مشرکین مکہ نے آپ ﷺ کے اعلیٰ کیریکٹر کا ﴿صادق وامین﴾ کے الفاظ کے ساتھ اعتراف کیا۔ اس کے بعد آپؐ نے اسلام کی دعوت دی۔

مسلمانوں کو احتساب کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا۔ ﴿حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا﴾ لوگو خود اپنا احتساب کرو قبل اس کے کہ تمہارا احتساب کیا جائے۔ دیگر مقامات پر فرمایا ﴿کل امری حسیب نفسه﴾ ہر شخص کو اپنا محاسبہ کرنا چاہئے۔ فلیحتسب ہر شخص کو احتساب کرنا چاہئے۔ محتسب حقیقی تو اللہ کی ذات ہے۔ اسی لئے آپؐ نے فرمایا (لله یحاسب) اللہ احتساب کرنے والا ہے والله حسیبه اللہ ساری کائنات میں بسنے والوں کا حساب کتاب کرے گا۔ شاید یہی وجہ ہے اللہ کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام ﴿الحسیب﴾ ہے اور قیامت کے دن کے ناموں میں سے ایک نام ﴿یوم الحساب﴾ بھی ہے۔ ترمذی میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ﴿لا تزول قدما ابن آدم یوم القیامة حتی یسئل عن خمس عن عمره فیما الفناء و عن شبابه فیما ابلاه ومن ماله این اکتسبه و فیما انفقه وماذا عمل فیما علم﴾ قیامت کے دن جب احتساب کے لئے بارگاہ خداوندی میں پیشی ہوگی تو کسی شخص کو اپنی جگہ سے ہلنے کی اجازت نہیں ہوگی جب تک اس سے پانچ معاملات کے بارے میں پوچھ

پرکھ (احتساب) نہ کرلی جائے۔ ایک زندگی کے بارے میں کہ کن کاموں میں گزاری، دوسرے جوانی کے بارے میں کہ کن مشغلوں میں مصروف رہ کر بڑھاپے تک پہنچایا، تیسرے مال ومتاع کے بارے میں کہ کن ذریعوں سے حاصل کیا۔ چوتھے کہ مال کن کاموں میں صرف کیا۔ پانچویں یہ کہ علم پر کتنا عمل کیا۔ یعنی ذاتی امور کے ساتھ معاشرتی ذمہ داریوں اور دینی ذمہ داریوں کا بھی احتساب ہوگا۔ صحیح بخاری کی روایت میں اسی طرف اشارہ ہے۔ ﴿الا کلکم راع و کلکم مسؤل عن رعیته﴾ خبردار تم میں سے ہر شخص نگہبان (محتسب) ہے۔ اور تم میں سے ہر شخص سے اپنے ماتحتوں کے بارے میں باز پرس (احتساب) ہوگی۔ بالخصوص جن لوگوں کو احتساب کی ذمہ داری سونپی گئی ہے ان کے بارے میں آپؐ نے خصوصی طور سے فرمایا۔ فیحسب الحاسب احتساب کی ذمہ داری جن کے کاندھوں پر ہے ان کا بھی احتساب ہوگا بلکہ دوسری جگہ فرمایا فیکثر المحتسبون۔ یعنی عام لوگوں کے مقابلہ زیادہ احتساب ہوگا۔ اس لئے کہ زیادہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ آپؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ چوبیس ہزار سے زائد صحابہ کے سامنے خود کو احتساب کے لئے پیش کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

لوگو تم سے میرے متعلق پوچھا جانے والا ہے۔ کیا میں نے تبلیغ کا حق ادا کردیا ہے۔ تم لوگ کیا کہو گے؟

صحابہ نے کہا ہم شہادت دیتے ہیں آپؐ نے تبلیغ کردی۔ پیغام پہنچادیا اور خیرخواہی کا حق ادا کردیا۔

یہ سن کر آپؐ نے انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اٹھایا اور لوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے تین دفعہ فرمایا۔ اے اللہ گواہ رہ۔

یہی وجہ ہے آپؐ اکثر احتساب سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایا کرتے تھے۔ اللھم حاسبنی حساباً یسیراً اے اللہ مجھ سے آسان محاسبہ فرمائے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے سوال کیا آسان محاسبہ سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا اللہ بندہ کا اعمال نامہ ملاحظہ فرماتے وقت درگزر سے کام لے۔ اس لئے کہ ﴿من حوسب یوم القیامة عذب﴾ جس سے ایک ایک چیز کا حساب لیا گیا وہ عذاب سے نہیں بچ سکے گا۔ لہٰذا اخروی احتساب سے بچنے کا یہی راستہ ہے کہ خود احتسابی کے ساتھ احتساب سے بچنے کی دعا بھی کرتا رہے۔

Scanned with CamScanner

خود احتسابی کا آلہ:

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے اچھے اور برے عمل کا فیصلہ کیسے کیا جائے؟ اس کا جواب بھی آپ ﷺ نے از خود پہلے ہی دے دیا کہ احتساب کا آلہ ہر شخص کے ساتھ لگا کر اسے پیدا کیا گیا ہے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے حضرت انسؓ کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

﴿البر حسن الخلق والاثم ماحاک فی صدرک و کرھت ان یطلع علیہ الناس﴾
نیکی حسن اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو ناپسند کرتا ہو کہ لوگوں کو اس کا علم ہو جائے۔ گویا آلہ احتساب ہر شخص کے پاس موجود ہے اگر وہ دنیاوی و اخروی احتساب سے بچنا چاہتا ہے تو اسے اپنے ہر کام کا خود احتساب کرنا چاہیے۔

احتساب کا دائرہ انسان کی پیدائش سے شروع ہو کر اس کی موت کے بعد قیامت تک کو محیط ہے۔ فقہاء کرام نے قرآن وسنت کی روشنی میں اس پر تفصیل سے لکھا ہے۔ لیکن تفصیلات میں جانے سے پہلے ضروری ہے۔ احتساب کی لغوی و اصطلاحی تعریفات کے ساتھ مفہوم کی تعیین اور دائرہ بحث کو متعین کیا جائے تا کہ غور کیا جائے کہ عہد حاضر کے تناظر میں احتساب کے عمل کو بے لاگ اور حقیقی کیسے بنایا جا سکتا ہے؟ بالخصوص صوبہ سرحد کے تناظر میں جہاں جون ۲۰۰۳ء میں حسبہ ایکٹ نافذ کر دیا گیا ہے۔

احتساب کی لغوی تعریفات:

احتساب باب افتعال سے ہے اردو میں اس کے معنی جانچ پڑتال، اور آزمائش کے ہیں۔ عربی میں اس کا مادہ حسب ہے۔ باب حسب - یحسب سے ہے حاء کے زیر کے ساتھ حسب Computation Calculation کے معنی میں آتا ہے۔ ابن منظور جوہری اور زبیدی کے مطابق اجر کے معنی میں آتا ہے جیسا کہ حدیث میں بھی آیا ہے۔ (من صام رمضان ایماناً و احتساباً غفر لہ ما تقدم من ذنبہ) - جوہری نے اس کے علاوہ گننا شمار کرنا، حسب ونسب اور گرفت کرنے وسزا دینے کے معنی بھی بیان کئے ہیں۔ یہی معنی فیروز آبادی اور زبیدی نے بھی لکھے ہیں

مؤخرالذکر معنی ہی ہماری بحث کے مفہوم کا احاطہ کرتا ہے۔ حسب کا مادہ قرآن میں نو سے زائد معانی میں استعمال ہوا ہے۔ جن میں سے چار معانی کا تذکرہ حسن المصطفوی نے التحقیق فی کلمات القرآن میں کیا ہے۔ پہلا شمار کرنا، گننا دوسرے ظن اور گمان کے معنی میں۔ تیسرے حاء کے پیش کے ساتھ چھوٹی ...یا تیر کے معنی میں۔ چوتھے اس بیماری کا نام ہے جس کے سبب جلد اور بال سفید ہو جاتے ہیں (برص)۔ لیکن میں نے غور کیا تو گمان کرنا۔ اور گننے۔ کے ساتھ کافی ہونے۔ ٹھکانہ۔ لازم کرنا۔ بدلہ ...یا اور اندازہ و محور کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔ ان میں سے کچھ معانی کا تذکرہ مولانا عبدالرشید نعمانیؒ نے بھی کیا ہے۔

احتساب کی اصطلاحی تعریفات:

احتساب کی تقریباً دس اصطلاحی تعریفات کی گئی ہیں۔ جن میں سے آٹھ عبدالعزیز صاحب نے اپنے ایم اے کے مقالہ ﴿نظام الحسبة فی الاسلام﴾ میں بیان کی ہیں۔ ان پر کچھ تعریفات کا اضافہ ساجد الرحمٰن صاحب نے اپنی کتاب اسلام میں پولیس اور احتساب کے نظام میں کیا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب نے عبدالعزیز صاحب کے مقالہ سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی کتاب ادب القاضی۔ میں عبدالعزیز کی تائید کرتے ہوئے ابن خلدون کی تعریف۔

﴿ھی وظیفة دینیة من باب الامر بالمعروف والنھی عن المنکر﴾ یہ ایک دینی منصب ہے جس کا تعلق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے ہے۔

کو سب سے زیادہ جامع ومختصر قرار دیا ہے۔ اس تعریف کی وضاحت پروفیسر استاذ محمد المبارک کی اس تعریف سے ہو جاتی ہے۔

﴿ھی رقابة اداریة تقوم بھا الدولة عن طریق مؤظفین خاصین علی نشاط الافراد فی مجال الاخلاق والدین، والاقتصاد ای فی المجال الاجتماعی بوجہ عام تحقیقا للعدل والفضیلة وفقا للمبادی المقررة فی الشرع الاسلامی والاعراف المالوفة فی کل بیئة وزمن﴾

Scanned with CamScanner

چلاتے ہیں- اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اخلاق، مذہب اور معاشیات کے دائرہ میں افراد کی سرگرمیوں کی نگرانی کی جائے- یعنی ان کی عام اجتماعی و معاشرتی سرگرمیوں کی نگرانی ہو تا کہ عدل اور اعلیٰ اقدار عملاً بروئے کار لایا جا سکے- اور اس معاملے میں اسلامی شریعت اور مختلف زمانوں و علاقوں میں معروف و پسندیدہ طریقے رائج ہیں- ان کی روشنی میں اس اہم کام کو سرانجام دیا جا سکے-

ابن خلدون سے ملتی جلتی تعریفیں:

امام ماوردیؒ، ابی یعلیٰؒ اور امام غزالیؒ، انسائیکلو پیڈیا آف اسلام اور آکسفورڈ انسائیکلو پیڈیا نے بھی کی ہیں- تقریباً تمام تعریفات کا مفہوم ایک ہے- اگرچہ الفاظ میں فرق ہے-

اس فریضہ کو ادا کرنے والے کا نام:

جو شخص احتساب کا فریضہ انجام دیتا ہے اگر وہ ازخود یہ فریضہ انجام دیتا ہے تو اسے متطوع کہا جاتا ہے، یعنی اللہ کیلئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے والا- اگر اس کا تقرر حکومت کی طرف سے ہوتا ہے- تو اسے محتسب، صاحب السوق، مارکیٹ آفیسر اور اومبڈس مین کہا جاتا ہے- اور میڈس مین کی یہ تعریف کی گئی ہے-

An Appointed Public Offical who Investigates Activies of Government Agencies that May Infringe on the Rights of Indiviuals.

اومبڈس مین سے مراد وہ سرکاری ملازم ہے جسے افراد کے حقوق غصب کرنے کے متعلق سرکاری اداروں کے معاملات کی چھان بین کے لئے مقرر کیا جاتا ہے- اسی سے ملتی جلتی تعریف انسائیکلو پیڈیا ایوری مین Encyclopedia Everymans میں موجود ہے-

ڈاکٹر عبدالکریم زیدان لکھتے ہیں جو حکومت کی جانب سے اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے مقرر کیا جاتا ہے- اسے محتسب کہتے ہیں اور اس عمل کی انجام دہی کو احتساب کہا جاتا ہے، اور احتساب ہر اس عمل کا

کیا جاتا ہے جو اللہ کے نزدیک قابل گرفت ہو-

حسبہ (نظام محکمہ احتساب) کا تقابلی مطالعہ:

یعنی حسبہ (نظام احتساب) کے دائرہ عمل و دائرہ اختیار کی وضاحت تقابلی مطالعہ کے ذریعہ ہی واضح ہوگی لہٰذا ضروری ہے کہ یہاں دیگر عدالتی اداروں سے تقابلی مطالعہ کیا جائے-

محتسب اور محنہ کا فرق:

ڈاکٹر ایم ایس ناز لکھتے ہیں- محتسب کا مفہوم اگرچہ محنہ کے قریب ہے لیکن تاریخی تناظر میں محتسب اور محنہ میں فرق ہے- محنہ کے معنی ہیں- آزمائش ایسی آزمائشیں جو مسلم یا غیر مسلم حکمرانوں کی طرف سے بزرگان دین، مصلحین امت، علماء صالحین اور آئمہ دین کو پیش آئیں- جیسے امام احمد بن حنبلؒ کو خلق قرآن کے مسئلہ میں امام بخاریؒ کو اور امام ابوحنیفہ کو حکمرانوں سے جبکہ احتساب کی زد میں نافرمان اور فاسق و فاجر لوگ آتے ہیں-

محتسب اور متطوع کا فرق:

متطوع کو مطوع بھی کہا جاتا ہے- اس کا مادہ طوع ہے- باب تفعل سے مطلب ہے، رضا کار (Volunteer) للہ بغیر تنخواہ کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی خدمات انجام دینے والے- قرآن میں بھی اسی مفہوم میں آیا ہے- ومن تطوع خیراً فان اللہ شاکر علیم، جو اپنی خوشی سے بھلائی کا کام کرے تو اللہ تعالیٰ شاکر و علیم ہے- دوسری جگہ فرمایا فمن تطوع خیراً فھو خیر له اور جو نیکی کا کام کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے- ڈاکٹر عبدالکریم زیدان نے محتسب اور متطوع میں نو فرق بیان کیا ہے- پہلا یہ کہ محتسب کو حکومت مقرر کرتی ہے- متطوع ازخود خدمات انجام دیتا ہے-
دوسرے یہ کہ محتسب متطوع کے مقابلہ میں زیادہ بااختیار ہے-
تیسرے یہ کہ محتسب پر احتساب فرض عین ہے- (اس لئے کہ اسے اسی کام کی تنخواہ ملتی ہے) متطوع پر فرض کفایہ ہے- چوتھے یہ کہ محتسب سے جواب طلبی کی جا سکتی ہے- متطوع سے نہیں- پانچویں یہ کہ

Scanned with CamScanner

محتسب کو فرائض کی ادائیگی کا پابند کیا جاسکتا ہے۔ محطوع کو نہیں۔

چھٹے یہ کہ محتسب ان معاملات میں مداخلت کرسکتا ہے۔ جن کا اوامر و نواہی سے تعلق ہو اور پچھان بین بھی کرسکتا ہے جبکہ محطوع کو جستجو یا مداخلت کا اختیار نہیں ہے۔

محتسب اور قاضی کا فرق:

امام ماوردیؒ کے نزدیک اور قاضی ابو یعلی کے نزدیک ادارہ احتساب دو باتوں میں محکمہ قضاء کی طرح ہے۔ اور دو میں کم درجہ کا ہے جبکہ دو باتوں میں قضاء پر برتری حاصل ہے۔ ڈاکٹر عبدالکریم زیدان نے تین باتوں میں محتسب کو قاضی کے برابر اور پانچ اعتبار سے فرق بیان کیا ہے۔ قاضی کی طرح محتسب کے سامنے بھی دعوی کیا جاسکتا ہے۔ لیکن صرف تین صورتوں میں۔ پہلی یہ کہ خراب مال دھوکہ سے بیچا جائے یا مکیلی و موزونی (یعنی ناپ کر یا وزن کر کے بیچی جانے والی چیزوں) میں کمی کر کے بیچا جائے دوسرے یہ کہ مال کی خرید و فروخت میں دھوکہ ہو جائے یا مال تبدیل کر دیا جائے یا رقم میں تبدیلی کی جائے دی جائے۔ تیسرے یہ کہ مقروض۔ قرض کی ادائیگی میں تاخیر کرے۔ اور پانچ اعتبار سے فرق ہے۔ پہلا یہ کہ محتسب ان تین کے علاوہ دیگر دعاوی کی سماعت نہیں کرسکتا۔ جبکہ قاضی تمام دعاوی کی سماعت کرسکتا ہے۔ دوسرا یہ کہ محتسب صرف انہی کیسوں کی سماعت کرسکتا ہے۔ جس میں ملزم اعتراف جرم کرلے۔ جہاں بحث و جرح (ہیرنگ) ہو وہاں سماعت نہیں کرسکتا جبکہ قاضی کرسکتا ہے۔ تیسرے یہ کہ محتسب کا فرض ہے وہ از خود ایکشن لے۔ اچھے کام کرنے کا حکم دے۔ برے کام سے روکے چاہے وہ مسئلہ اس کے سامنے لایا جائے یا نہ لایا جائے جبکہ قاضی اسی وقت مداخلت کرے گا جبکہ مسئلہ اس کی عدالت میں لایا جائے۔

چوتھے یہ کہ محتسب حکمران کا نمائندہ ہونے کے ساتھ سرکاری کارندوں کی مدد سے اپنے فرائض سختی کے ذریعہ ادا کرتا ہے۔ جبکہ قاضی نرمی کے ساتھ حکومتی تعاون کے بغیر آزادی کے ساتھ فیصلے کرتا ہے۔ پانچویں یہ کہ محتسب کا منصب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ہے اور یہ دونوں کام قاضی کے ذمہ نہیں ہیں۔ اس پر مزید فرق و تفصیلات عبدالعزیز نے اپنے مقالہ میں اردو دائرہ معارف

اسلامیہ میں آکسفورڈ انسائیکلو پیڈیا آف دا ماڈرن ورلڈ میں Oxford encyclopedia of the Modern Islamic World اور انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں Encyclopaedia of Islam اور ڈاکٹر محمود احمد غازی کی ادب القاضی میں ملاحظہ فرمائیں۔

محتسب اور محکمہ مظالم کا فرق:

امام ماوردیؒ اور قاضی ابی یعلیؒ لکھتے ہیں۔ محکمہ احتساب قضاء سے کم درجہ کا ادارہ ہے۔ جبکہ مظالم قضاء سے اوپر درجہ کا ادارہ ہے محکمہ مظالم میں وہ کیس زیر بحث آتے ہیں جو محکمہ قضاء سے حل نہ ہو سکیں۔ اسی طرح محکمہ مظالم میں محکمہ قضاء اور محکمہ احتساب دونوں قسم کے کیس کی سماعت ہوسکتی ہے جبکہ محتسب محکمہ قضاء سے متعلق فیصلوں کی سماعت بھی نہیں کرسکتا۔ چہ جائیکہ محکمہ مظالمہ، منہاج کے مقالہ نگار لکھتے ہیں۔ البتہ محکمہ احتساب اور محکمہ مظالم میں اس اعتبار سے مشابہت ہے کہ دونوں میں قوت واقتدار رعب و ہیبت ہے اور ظلم و زیادتی کی صورت میں دونوں سماعت کرسکتے ہیں، مزید تفصیل ملاحظہ کریں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ محکمہ احتساب محکمہ قضاء سے کم درجہ کا ادارہ ہے اور اس کا دائرہ بحث معاشرہ کے ظاہری اعمال کے اوامر و نواہی ہیں۔

محکمہ احتساب کا ادارتی ارتقاء و تعارف:

محکمہ احتساب کس طرح وجود میں آیا، محتسب کے تقرر کے شرائط کیا ہیں؟ فرائض کیا ہیں؟ دائرہ اختیار کیا ہے؟ اسلام کے نظام احتساب کو سمجھنے کے لئے تقابلی مطالعہ ضروری ہے تاکہ سیرت طیبہ کے امتیازی پہلو اظھر من الشمس ہو کر سامنے آجائیں۔

محکمہ احتساب اسلام سے پہلے اور اسلام کے بعد:

احتساب کا تصور قدیم نظاموں میں موجود تھا۔ یہ اور بات ہے کہ اس کی شکل و ہیئت جدا تھی۔ لیکن اس قدر منظم و موثر ادارہ کی حیثیت میں نہیں تھا جیسا کہ اسلام نے اسے بنایا ہے۔ نبی کریم کی دو احادیث

سے بھی میرے موقف کی تائید ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا ﴿حو سب رجل ممن کان قبلکم﴾ جو لوگ تم سے پہلے گذرے ہیں ان کا بھی احتساب کیا گیا تھا دوسری حدیث میں فرمایا۔ ﴿نحن آخر الامم و اول من یحاسب﴾ ہم آخری امت ہیں لیکن ہمیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ پہلے ہمارا احتساب ہوگا پھر دوسری امتوں کا۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ احتساب کا تصور پہلے بھی موجود تھا اور ہم سے پہلوں کا بھی احتساب کیا گیا اور قیامت کے دن بھی ساری ملتوں وامتوں کا احتساب ہوگا۔

عہد فراعنہ مصر میں محکمہ احتساب:

اقوام عالم کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ فراعنہ مصر کے زمانہ میں (جو کہ دنیا کی دوسری قدیم تہذیب ہے) محتسب کا عہدہ موجود تھا اور اسے ﴿الضابط﴾ کہا جاتا تھا یعنی نظم وضبط کو سنبھالنے والا اس کے فرائض میں جنگی لشکروں کی خدمت، رہن کی نگرانی جس میں مردوں کے ساتھ دفن کئے جانے والے کتبات وغیرہ شامل تھے۔ یہ فوجیوں کی تربیت کی نگرانی کرتے۔ بچوں کی غیر سنجیدہ و غیر اخلاقی حرکتوں پر ڈنڈوں سے انہیں تنبیہ کرتے لوگوں کے معاملات کی نگرانی کرتے تھے جیسا کہ مورلیس کرزیۃ کی تاریخ الحضارات سے معلوم ہوتا ہے۔

عہد چانکیہ (ہندو مذہب) میں محکمہ احتساب:

ہندو تہذیب بھی دنیا کی قدیم ترین تہذیب ہے۔ اس کے قوانین کو تلیہ چانکیہ (۳۰۰ تا ۳۱۱ قبل مسیح) نے لکھے ہیں جو کہ ارتھ شاستر کے نام سے موسوم ہیں۔ اس میں محتسب کے اختیارات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کاروبار کی نگرانی، ہر قسم کی تجارت، مال کی طلب، قیمتوں کے اتار چڑھاؤ، درآمدی مال کی نگرانی، فروخت کے وقت کی نگرانی کرے گا۔

مزید لکھا ہے ناپ تول و پیمائش کے آلات حکومت تیار کرائے گی۔ باٹوں کے ایک سیٹ کی قیمت بیس پن ہوگی۔ ترازو کی ۶۲/۳ پن ہوگی۔ باٹوں پر ٹھپہ (سرکاری) لگانے کی فیس نگران افسر (محتسب) ۱۴ ماشے وصول کرے گا۔ جو بغیر ٹھپہ (سرکاری) باٹ استعمال کرے گا اس پر ۲۷۱/۴ پن جرمانہ ہوگا۔ اکی

طرح مختلف شعبوں کے حساب کتاب چیک کرنے والے محاسب کا بھی ذکر ملتا ہے۔ اس کے علاوہ ذات پات کی تقسیم کی خلاف ورزی پر احتسابی سزائیں موجود ہیں۔ اور مختلف موقعوں پر ان کا نفاذ بھی کیا گیا ہے۔ مثلاً منوشاستر میں ہے اگر کوئی پشودر برھمن پر ہاتھ اٹھائے تو اس کا ہاتھ توڑ ڈالا جائے، کاٹ ڈالا جائے اگر وہ برھمن کو لات سے مارے گا۔ تو اس کا پاؤں کاٹ دیا جائے اگر وہ برھمن کے برابر بیٹھ جائے تو راجہ کا فرض ہے کہ اس کے کولھوں کو داغ دے۔ فرانسیسی مورخ ڈاکٹر گستاؤلی بان Gustave Lebon نے اپنی کتاب تمدن ہند میں متعدد مقامات پر ارتھ شاستر اور منوشاستر میں متعدد مقامات پر ان سزاوں کا ذکر کیا۔ اس کے علاوہ میں نے اپنی کتاب بابری مسجد کی شہادت میں اس پر تفصیل سے لکھا ہے۔

عہد روما اور ارسطو میں محکمہ احتساب:

رومی حکمرانوں کے مدون قانون جسٹی نین Justinian ۵۰۰ سال قبل ولادت نبویؐ نے احتساب کا قانون صرف عوام کے لئے رکھا تھا۔ حکمرانوں کو اس سے بالاتر قرار دیا تھا۔ لیکن عوامی دباؤ کے تحت سرکاری افسران کے خلاف تحقیق و تفتیش کا عمل رائج کیا تھا۔ اس کے علاوہ عوام کو فکری آزادی پر سزائیں دی جاتی تھیں۔

علامہ فرید وجدی لکھتے ہیں (مذہبی معاملات پر احتساب کیا جاتا) الحاد وارتداد کا فتوی دیکر آگ میں جلایا جاتا یا ایسے سخت دردناک عذاب میں مبتلا کیا جاتا۔ جس سے حیوان کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ معمولی جرائم پر قتل آگ اور وحشی جانور سے چبوانے کی سزا دی جاتی۔ ارسطو نے اپنی مشہور کتاب السیاسۃ میں بھی حکمرانوں کو احتساب سے بالاتر قرار دیتے ہوئے عوام کو احتساب کے کٹھہرے میں کھڑا کیا ہے۔ شاہان فارس بھی سرکاری افسران کے خلاف عوامی شکایات پر دادرسی کرتے تھے۔

چین میں محکمہ احتساب:

ڈاکٹر ایم ایس ناز لکھتے ہیں چین کے عظیم منگول شہنشاہ قبلائی خان نے بھی احتساب کے

لئے ایک ادارہ قائم کیا تھا جسے CENSORATE کہتے تھے- اس کی نگرانی میں افسروں اور اہلکاروں کی زیادتیوں کی جانچ پڑتال ہوتی اور عوامی شکایات کا ازالہ کیا جاتا تھا-

عہد جاہلیت میں تصور احتساب:

زمانہ جاہلیت سے مراد عہد نبوی سے پہلے ایک سو سال تک کا زمانہ ہے- زمانہ جاہلیت میں بھی احتساب کا تصور موجود تھا- مشرکین مکہ نے احتسابی نقطہ نظر ہی سے آپؐ اور آپ کے حامیوں کو شعب ابی طالب میں محصور کیا تھا- حالانکہ آپ کی حمایت میں ابوطالب سمیت دیگر غیر مسلم بھی تھے- اسی طرح جب آپؐ نے حکمرانوں کو اسلام کی دعوت دی تو جس حکمران نے بھی اسلام کی طرف جھکاؤ ظاہر کیا عمائدین سلطنت نے ان پر سخت گرفت کی- سوائے حبشہ کے حکمران کے اور کوئی مسلمان نہ ہو سکا- زمانہ جاہلیت میں بھی احتساب صرف عوام تک محدود تھا- بڑے طبقہ کو یا سزا ہی نہیں دیتے تھے یا پھر کم درجہ کی سزا دیتے تھے- اہل عرب کا نظریہ تھا- ﴿ان دم القتیل الشریف لایغسل الا بدم شریف مثلہ﴾ شریف اور معزز آدمی کا خون اس کے ہم مرتبہ شریف و معزز آدمی کے خون سے دھویا جا سکتا ہے- لہذا معزز شخص اگر کسی کمزور سے زیادتی کرے یا اس کا خون بہائے تو وہ احتساب سے بالاتر ہے- یا معمولی سزا کا مستحق ہے- یہی وجہ تھی فاطمہ بنت مخزومیہ کی حد سرقہ انہیں بری لگی- مگر آپؐ نے فرمایا ﴿الا کل شی من امر الجاھلیة موضوع تحت قدمی﴾ آگاہ رہو تمام امور جاہلیت میرے قدموں کے نیچے پامال ہو چکے ہیں- فرمایا تم سے پچھلی امتیں اس لئے تباہ ہوئیں کہ وہ لوگ کمزور مجرموں کو سزا دیتے (ان کا احتساب کرتے تھے) اور صاحب عزت لوگوں کو چھوڑ دیتے تھے- قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں ضرور اس کا ہاتھ کاٹ دیتا- آپؐ نے اسلام سے پہلے جاری دو غلے احتسابی عمل کی بنیادیں مسمار کر کے انہیں مساوات اور برابری کی بنیاد پر جاری کیا اور واضح فرمادیا کہ کوئی شخص یا کوئی قوم احتساب سے بالاتر نہیں ہے-

عہد حاضر میں احتسابی ادارے:

ڈاکٹر ایم ایس ناز لکھتے ہیں- اکتوبر ۱۹۷۸ء میں بین الاقوامی محتسب کے ادارہ کی جانب سے شائع ہونے والی ڈائریکٹری کے مطابق ۴۱ سے زائد مسلم و غیر مسلم ممالک میں احتساب کے ادارے مختلف ناموں سے کام کر رہے ہیں- عہد حاضر میں ۱۸۰۹ء میں سویڈن میں یہ ادارہ وجود میں آیا- برطانیہ میں ۱۹۶۷ء میں فن لینڈ میں ۱۹۱۹ء اور پاکستان میں ۱۹۸۴ء میں قائم ہوا- اس کے علاوہ سعودی عرب، نائیجیریا، سوڈان، لیبیا، ایران میں بھی محکمہ احتساب موجود ہے-

کیا اسلام کا نظام احتساب مغرب سے اخذ کردہ ہے؟

اس موقع پر اہل مغرب کے ایک الزام کا ذکر کر دینا ضروری ہے- وہ کہتے ہیں- اسلام کا نظام احتساب بازنطینیوں سے لیا گیا ہے- اس الزام کو اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ نگار نے من وعن قبول بھی کر لیا ہے- یہ الزام لگانے والی معروف مستشرق شخصیات ہیں- جس میں فرانس کے گاڈ فرو اور گوسٹاف وغیرہ شامل ہیں- حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے- بلکہ اسلام کا نظام احتساب تو میثاق مدینہ میں موجود تھا اور اس دستور کی رو سے احتساب فرد کی نہیں معاشرہ کی ذمہ داری قرار دی گئی- اور احتساب میں کوئی فرد مستثنیٰ نہیں رکھا گیا تھا- دوسری بات یہ ہے کہ بازنطینی حکومت کا دور دسویں صدی عیسوی یعنی پانچویں صدی ہجری ہے جبکہ اس سے قبل عہد نبوی، عہد خلفاء راشدین میں نظام احتساب کا اجراء ہوئے پانچ سو سال گذر چکے تھے- تیسری اہم ترین بات یہ ہے کہ اس وقت تک آپؐ اور خلفاء اربعہ کے خطوط جن میں احتساب کی تعلیم دی گئی یا احتساب کے لئے لکھے گئے تھے مدون ہو چکے تھے صرف یہی نہیں بلکہ ۲۸۶ھ میں کتاب الحسبۃ الکبیر کے نام سے اس زمانہ کے محتسب ابی العباس احمد بن محمد بن مروان السرخسی کی کتاب محکمہ احتساب کے حوالہ سے شائع ہو چکی تھی- لہذا یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ اہل مغرب نے مسلمانوں کے نظام احتساب سے استفادہ کیا- لیکن یہ ثابت کرنا ممکن نہیں کہ مسلمانوں نے اہل مغرب سے استفادہ کیا ہے- اس لئے کہ ہمارا نظام احتساب تو بازنطینیوں سے پانچ سو سال پہلے تحریری صورت میں مرتب ہو چکا تھا- بلکہ اس کے اثرات اتنے گہرے تھے کہ اندلس

Scanned with CamScanner

مسلمانوں کی حکومت ختم ہو گئی پھر بھی نظام احتساب ALMOTACEN کے نام سے [illegible]
مغرب و مشرق کے نظام ہائے حکومت متاثر ہوئے ہیں۔
جاری رہا۔ اسپین سے [illegible]

نظام احتساب پر لکھی جانے والی کتابیں:

اسلام میں احتساب یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر حکمران پر فرض عین ہے عام مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے لہٰذا آغاز اسلام ہی سے اس کے قواعد و ضوابط اور محتسب کے تقرر کے طریقہ، فرائض، اختیارات کی تفصیلات جمع کر دی گئی تھیں۔ نظام احتساب پر جو کچھ لکھا گیا ہے اسے ہم تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ پہلی مستقل اس موضوع پر تصانیف، دوسری وہ تصانیف جن میں ضمناً یہ مباحث مذکور ہیں۔ تیسرے مضامین و مقالات ہیں۔

اس موضوع پر پہلی کتاب كتاب الحسبة الكبير ابي العباس احمد بن محمد بن مروان السرخسی (متوفی ۲۸۶ھ) کی ہے۔ موصوف خلیفہ معتضد کے عہد میں محتسب کے منصب پر فائز تھے۔

(۲) دوسری کتاب جسے قدیم ترین تسلیم کیا گیا ہے وہ ہے كتاب احكام السوق یحیی بن عمر الاندلسی (متوفی ۲۸۹ھ/۹۰۲ء) کی ہے۔

(۳) تیسری قدیم ترین کتاب کتاب الاحتساب ہے جو حسن بن علی الاطروش (متوفی ۳۰۴ھ/۹۱۷ء) کی ہے۔ موصوف زیدی فرقہ کے آئمہ میں سے ہیں۔ خاص کر جو کتابیں اس موضوع پر چھپ چکی ہیں وہ ابجدی ترتیب کے مطابق یہ ہیں۔

(۴) الحسبة في الاسلام ابراهيم دسوقي الشهاوي مطبعة المدني ۱۳۸۲ھ۔

(۵) الحسبة في الاسلام احمد بن تيمية مكتبة دار البيان دمشق ۱۳۸۷ھ۔

(۶) الحسبة في الاسلام احمد مصطفى المراغي مطبعة الحلبي۔

(۷) الحسبة في الاسلام عبدالرزاق الحصان مطبوعه بغداد ۱۹۳۶ء۔

(۸) الدولة و نظام الحسبة عند ابن تيمية — محمد المبارك دار الفكر بيروت

۱۳۸۶ھ۔

(۹) معالم القربة في احكام الحسبة محمد بن احمد القرشي المعروف ابن الاخوة مطبعة دار الفنون کیمبرج ۱۹۳۷ء۔

(۱۰) نهاية الرتبة في طلب الحسبة عبدالرحمن بن نصر الشيرازي مطبعة [illegible] ۱۹۴۶ء۔

(۱۱) آداب الاحتساب [illegible] ہے۔

(۱۲) (نهاية الرتبة في طلب الحسبة) محمد بن احمد بن بسام المحتسب [illegible] شائع ہو چکی ہے۔

(۱۳) (رسالة في الحسبة) محمد بن احمد بن عبدون الاندلسی (متوفی ۴۴۹ھ/۱۰۵۸ء) کی ہے۔

(۱۴) (آداب الحسبة والمحتسب) احمد بن عبدالله بن عبدالرؤف

(۱۵) (رسالة في الحسبة) عمر بن عثمان بن العباس الجرسيفي

(۱۶) (الحسبة) محمد بن احمد السقطي بہ اندلس کی تصنیف ہے۔

(۱۷) (رسالة في القضاء والحسبة) ابن عبدون (م ۵۰۰ھ/۱۱۰۶ء) ہے ۱۹۳۴ء میں پہلی دفعہ شائع ہو چکا ہے۔

(۱۸) (احکام السوق ابن معلون) (م ۵۶۷ھ/۱۱۷۲ء) محمود علی مکی کی تحقیق کے ساتھ ۱۹۵۶ء میں شائع ہوئی۔

(۱۹) (کتاب الرتبة في طلب الحسبة) الماوردی کی [illegible] کی تحقیق سے القاہرہ میں ۱۳۹۵ھ [illegible] ہے۔

(۲۰) (الحسبة والمحتسب في الاسلام) ڈاکٹر نقولا زیادہ کی ہے۔

(۲۱) (اصول المحاسبة) ڈاکٹر [illegible] کی ہے۔

(۲۲) (المحاسبة ...) [partially cut off]

(۲۳) (الحسبة و النيابة العامة) سعد بن عبدالله العريفی

(۲۴) (نظام الحسبة فی الاسلام) عبدالعزیز کا ایم اے کا مقالہ ہے۔

(۲۵) اسلام کا دیوان المظالم اور احتساب پاکستان میں محفوظ احمد کا ایم اے کا مقالہ ہے۔

(۲۶) اسلام کا نظام احتساب شہزاد اقبال شام کی ہے۔ مطبوعہ ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد

(۲۷) اسلام میں پولیس اور احتساب کا نظام ساجد الرحمٰن کی دیال سنگھ سے شائع ہوئی ہے۔

(۲۸) اسلامی ریاست میں محتسب کا کردار ڈاکٹر ایم ایس ناز کی ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد سے ۱۹۹۹ء میں شائع ہوئی ہے۔

ان ۲۸ مستقل تصانیف کے علاوہ بہت سی کتابیں وہ ہیں جن میں ضمناً احتساب سے بحث کی گئی ہے۔ اختصار کی خاطر چھوڑ رہا ہوں۔ جہاں تک مقالات کا تعلق ہے تو ۲۳ تیئس مقالات عربی میں اور متعدد اردو میں شائع ہو چکے ہیں۔ عربی مقالات کے لئے ملاحظہ کریں کشاف الدوریات العربیۃ اور مقالات میں میرا بھی ایک مقالہ کراچی کے معروف ماہنامہ آگہی میں بعنوان اسلام میں احتساب کی حقیقت عہد بعہد تحقیقی جائزہ ۱۹۹۷ء میں شائع ہو چکا ہے۔

باقی آئندہ

اعلان

جامعہ عثمانیہ پشاور میں تعلیمی سال نمبر ۱۳ کیلئے داخلے کے نظام الاوقات کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ طلباء اور ان کے سرپرستوں سے درخواست ہے۔ کہ اس نظام الاوقات کی پابندی کریں۔

شعبہ بنین (درس نظامی)

☆ قدیم طلبہ کے داخلے کی تجدید۔	۲۲ نومبر ۲۰۰۴ء/۸ شوال المکرم ۱۴۲۵ھ
☆ جدید طلبہ کے داخلے کیلئے فارم کا حصول۔	۲۲، ۲۳ نومبر (صبح ۰۰-۸ بجے تا شام ۰۰-۴ بجے)
	۲۴ نومبر (صبح ۰۰-۸ تا ۳۰-۹ بجے صبح)
☆ جدید طلبہ کا امتحان داخلہ (تحریری)۔	۲۴ نومبر (صبح ۰۰-۱۰ بجے تا ۰۰-۱ بجے)
☆ نتائج کا اعلان (درجہ رابعہ تا دورہ حدیث)۔	۲۵ نومبر ۱۱ شوال المکرم بروز جمعرات (۰۰-۴ بجے عصر)
☆ نتائج کا اعلان (اعدادیہ تا درجہ ثالثہ)۔	۲۶ نومبر (۰۰-۴ بجے عصر)
☆ کامیاب طلبہ کا انٹرویو (درجہ رابعہ تا دورہ حدیث)۔	۲۶ نومبر (۰۰-۹ بجے صبح)
☆ کامیاب طلبہ کا انٹرویو (اعدادیہ تا درجہ ثالثہ)۔	۲۷ نومبر (۰۰-۹ بجے صبح)

شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء

☆ فارم داخلہ کا حصول۔	۲۲ نومبر تا ۲۵ نومبر (۰۰-۸ بجے تا ۰۰-۴ بجے)
☆ امتحان داخلہ۔	۲۶ نومبر (۱۰ بجے تا ۰۰-۱ بجے)
☆ نتائج کا اعلان۔	۲۷ نومبر (۰۰-۱۲ بجے دوپہر)
☆ کامیاب فضلاء کا انٹرویو۔	۲۸ نومبر (۰۰-۲ بجے ظہر)

شعبہ قراءت

☆ فارم داخلہ کا حصول۔	۲۲ نومبر تا ۲۵ نومبر
☆ امتحان درجہ تجوید۔	۲۶ نومبر (۰۰-۱۰ بجے صبح)
☆ کامیاب طلبہ کا انٹرویو۔	۲۸ نومبر (۰۰-۴ بجے عصر)

شعبہ حفظ

☆ داخلہ- ۲۳ نومبر ۲۰۰۴ء/۹ شوال غالباً

شعبہ بنات (درس نظامی)

☆ قدیم طالبات کے داخلے کی تجدید- ۲۲ نومبر ۲۰۰۴ء/۸ شوال المکرم ۱۴۲۵ھ بروز پیر

☆ جدید داخلے کیلئے فارم داخلہ کا حصول ۲۲، ۲۳، ۲۴ نومبر ۲۰۰۴ء

۲۵ نومبر (۰۰-۸ بجے تا ۳۰-۹ بجے)

☆ جدید طالبات کا امتحان داخلہ- ۲۵ نومبر (۰۰-۱۰ بجے تا ۰۰-۱ بجے)

☆ نتائج کا اعلان- ۲۷ نومبر (۰۰-۴ بجے عصر)

☆ کامیاب طالبات کا انٹرویو- ۲۸ نومبر (۰۰-۹ بجے صبح)

☆ قدیم طلبہ کی حاضری- ۲۸ نومبر ۲۰۰۴ء

☆ جدید طلبہ کی حاضری- ۲۹ نومبر ۲۰۰۴ء (صبح ۰۰-۸ بجے)

☆ افتتاح اسباق- انشاءاللہ- ۲۹ نومبر/۱۵ شوال المکرم بروز پیر (۰۰-۱۰ بجے صبح)

نوٹ: انتظامی ضروریات کے پیش نظر لازمی قرار دیا گیا ہے کہ فارم داخلہ حاصل کرتے وقت امیدوار طالب علم (طالبہ نہیں) کیلئے دو عدد تازہ ترین رنگین تصویریں پیش کرنا لازمی ہوگا-

منجانب:

شعبہ تعلیمات جامعہ عثمانیہ پشاور

فون: 091-273561

بنوں برانڈ ٹریڈ مارک
معیار میں اعلیٰ

توابل الادم

سولہ اجزاء کا مجموعہ

بنوں

سالن مصالحہ

مرچ سرخ، دھنیا، ہلدی، لہسن، میتھی، زیرہ،
کا... ، دار چینی، جلوتری، الائچی کلاں، اجورہ،
انار دانہ، تیز پتہ، جائفل، لونگ اور ٹماٹر پاؤڈر

تیار کردہ:- حاجی مقبول الرحمٰن، شاقیاز خان

گل آباد کالونی دلہ زاک روڈ پشاور - پاکستان

P-402 Monthly Al...

جامعہ عثمانیہ پشاور

...amia USMANIA Peshawar

منافع بخش کاروبار میں شرکت کی دعوت!

یایھا الذین امنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم (الصف...)

اے ایمان والو۔ میں بتلاؤں تم کو ایسی سوداگری جو بچائے تم کو ایک دردناک عذا...

کیا آپ چاہتے ہیں؟ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے یقیناً چاہتے ہوں گے کہ آپ...
آمدنی دنیا و آخرت میں آپ کی بھلائی کا ذریعہ بنے تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا ...
اپناتے ہوئے قرب و جوار میں غرباء، فقراء، یتیم بچوں کا سہارا بنیں اور دین کے کا...
مدارس عربیہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا مال دین سیکھنے والوں پر خرچ کریں۔

اس سلسلہ میں **جامعہ عثمانیہ پشاور** کو نہ بھولیں جس کے تعلیمی سال ...
(۱۴۲۴-۲۵ھ) کا سالانہ تخمینی بجٹ **50,75,003** (پچاس لاکھ پچھتر ہزار ...
...روپے)۔ جس میں تین لاکھ روپے کتب و تفسیر کی خریداری اور تقریباً **15,95,196** ...
تعمیرات کے لئے ہیں۔ آپ کی زکوۃ و عطیات اور چرم قربانی کا بہترین مصرف

جامعہ عثمانیہ پشاور کو ہمیشہ کے لئے توجہات کی فہرست میں رکھیں۔

اکاؤنٹ نمبر 0-716 یونائیٹڈ بنک سنہری مسجد روڈ پشاور صدر	فارن کرنسی اکاؤنٹ 3-60035 حبیب بنک ارباب روڈ پشاور صدر صوبہ سرحد پاکستان

آپ کا خیر اندیش
مفتی غلام الرحمن

Scanned with CamScanner